ضمیمہ

ماہنامہ انصاراللہ

اپریل 2000ء

ایڈیٹر : نصراللہ خان ناصر

خالد

قارئین نوٹ فرمالیں کہ فروری ،مارچ اور اپریل کا خالد شائع نہیں ہوا۔

ضمیمہ

انصار اللہ

اپریل 2000ء

شہادت 1379 ہش

ایڈیٹر
نصر اللہ خان ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم۔پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ

اس شمارے میں

اداریہ

خلافت ایک نعمت ہے

ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب ہم سانس لیتے ہیں تو ہم پر دو شکر واجب ہوتے ہیں۔ پہلا شکر تو یہ کہ گندی ہوا جسم سے نکلی اور دوسرا شکر اس بات کا کہ تازہ ہوا اندر گئی۔ یہ قول واقعی ایک عارفانہ ذوق اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو جب جسم کی ایک ضرورت کا خیال رکھنے پر دوہرا شکر ہمارے اوپر واجب ہوا تو اندازہ کریں اس نعمت کا جو خدا نے ہماری روحوں کے دوام اور تازگی، ہماری دینی اور دنیاوی ترقی کے لئے خلافت کا نظام ہمیں عطا فرمایا۔ اس پر تو ہم خدا کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔

اس کا شکر کیسے کرنا چاہیئے۔ ایک پہلو تو یہ ہے کہ ہم خدا کے حضور سربسجود ہوں اور اس کا شکر ادا کریں کہ مادی دنیا کے گند اور تباہیوں اور ہلاکتوں میں پڑنے سے بچالیا اور خلافت کے دوام اور اس کے ساتھ اپنی وابستگی کے لئے دعا کریں لیکن ہمارا یہ شکر اس وقت تک حقیقی شکر نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اس کا دوسرا پہلو ہم مکمل نہ کریں اور وہ یہ ہے کہ ہم خلافت کے ساتھ اپنے آپ کو مکمل طور پر وابستہ کرلیں۔ خلیفہ المسیح کی اطاعت اپنے اوپر واجب کرلیں۔ تب ہی یہ حقیقی شکر کہلا سکتا ہے۔ سو آئیے اپنے رب کے حضور شکر کے سجدات بجالاتے ہوئے اپنے پیارے امام سے ہر حال میں اور ہر بات میں اطاعت و فرمانبرداری کا عہد باندھیں۔

یاد رکھیں کہ خلیفہ خدا کے منہ کی نفیری ہوتا ہے وہ اس کی بانسری ہوتا ہے وہ وہی کہتا ہے جو خدا کہتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مصلح موعود نے ایک مرتبہ فرمایا۔

"پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ"۔ (بحوالہ سیر روحانی جلد ۳ صفحہ ۲۸۷)

سو آئیں خلیفہ المسیح کی آواز پر لبیک کہیں، پیارے آقا کی تحریکات پر، اس محبوب و مطاع کے ارشادات پر لبیک کہتے ہوئے عمل پیرا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کلام الامام امام الکلام

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔ ”کیا تم کو یہ بات منہ سے نکالتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ایک مکھی جس کے دیکھنے سے بھی طبیعتیں کراہت کرتی ہیں وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی ترکیب میں ایسی بے مثل ہے کہ اس پر نظر کرنے سے اس کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہے لیکن خدا کے کلام کی فصاحت اور بلاغت ایسی بے نظیر نہیں ہو سکتی جس پر نظر کرنے سے اس کلام کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہو۔ غافلو اور عقل کے اندھو! کیا تمہارے نزدیک خدا کے کلام کی فصاحت و بلاغت مکھی کے پروں اور پاؤں سے بھی درجہ میں کمتر اور خوبی میں فروتر ہے۔ کیا افسوس کا مقام ہے کہ ایک مچھر کی ترکیب جس کی نسبت تم صاف اقرار کرتے ہو کہ ایسی ترکیب انسان سے نہیں بن سکتی اور نہ آئندہ بنے گی لیکن کلام الٰہی کی نسبت کہتے ہو کہ وہ بن سکتی ہے بلکہ بطور بحث اور مجادلہ کے یہ حجت پیش کرتے ہو کہ گو اب تک کوئی انسان اس کے بنانے پر قادر نہیں ہوا مگر اس کا کیا ثبوت ہے کہ آئندہ بھی قادر نہ ہو۔ نادانو! اس کا وہی ثبوت ہے کہ جس کو تم مچھر اور مکھی میں اور درختوں کے ہر ایک پتے میں خوب سمجھتے اور تسلیم کرتے ہو مگر اس ربانی نور کے دیکھنے کے وقت تمہاری آنکھیں الو کی طرح اندھی ہو جاتی ہیں یا دھندلا جاتی ہیں اس لئے تم مگس طینتی سے مگس ہی کی عظمت کے قائل ہو خدا کے نور کی عظمت کے قائل نہیں۔ جن لفظوں کو کہتے ہو کہ معانی کی طرح وہ بھی خدا ہی کے منہ سے نکلے ہیں۔ ان کو تم اس لعاب کے برابر نہیں سمجھتے کہ جو مکھی کے منہ سے نکلتا ہے یعنی تمہارے نزدیک انسان شہد بنانے پر تو قادر نہیں پر خدا کے کلام کے بنانے پر قادر ہے۔ تمہاری نگاہ میں کیڑے مکوڑے کیسے جچ گئے اور ایسے من کو بھا گئے کہ خدا کی کلام ان کی مانند بھی نہیں۔ جاہلو! اگر خدا کی کلام بے مثل نہیں تو کیڑوں اور درختوں کے پتوں کے بے مثل ہونے کی تم کو کہاں سے خبر پہنچ گئی۔ تم ذرا سوچتے نہیں کہ اگر کلام ربانی کی ترکیب میں ایک کیڑے کی ترکیب جتنی بھی کمالیت نہیں تو گویا یہ خدا پر ہی اعتراض ٹھہرا۔ جس نے ادنیٰ کو اعلیٰ سے زیادہ تر شرف دے دیا اور ادنیٰ کو اپنی ذات پر وہ دلالتیں بخشیں کہ جو اعلیٰ کو نہیں۔

جمال و حسن قرآں نور جاں ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہر گز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی' کہاں مقدور انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہر گز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے

ارے لوگو! کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۱۸۶ تا ۲۰۴)

مطالعہ کتب حضرت اقدس کی اہمیت و برکات

(مکرم قاضی راشد متین احمد صاحب)

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے — اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

حضرت مسیح موعود کی پر معارف کتب

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت میں سرشار دیکھ کر قرآنی علوم و معارف کا علم عطا کیا اور آپ کو "سلطان القلم" کا خطاب عطا کیا اور یہ سب کچھ آپ کو آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی اور اطاعت اور قرآن سے بے پناہ محبت کے سلسلے میں انعام ہوا اور آپ کی نوک قلم سے وہ قرآنی معارف صفحہ قرطاس پر موتیوں کی طرح بکھرے پڑے ہیں جو آپ کو رب ذوالجلال نے سکھائے اور رہتی دنیا تک کیلئے ان کتب کو انسانیت کیلئے مشعل راہ بنا دیا۔ آپ کی تمام کتب، اشتہارات، ملفوظات اس بات کے گواہ ہیں کہ تمام عمر قرآنی علوم و معارف ہی بیان فرمائے ہیں اور ایسا شاندار لٹریچر یادگار چھوڑا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اگر شاہ دوسرا خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی دائمی برکات کو غیر محدود سمندر سمجھا جائے اور جو کہ یقیناً ہے تو آپ کا چھوڑا ہوا لٹریچر اس کا اک قطرہ ہے آپ خود فرماتے ہیں کہ:-

این چشمہ رواں کہ بہ خلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمد است

اور خدا نے اس ایک قطرے میں وہ برکت رکھ دی ہے کہ آج ساری دنیا کے پیاسے اس سے اپنی تشنگی مٹا رہے ہیں چنانچہ حضور اقدس فرماتے ہیں۔

"جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا......... لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کیلئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۲)

آپ کے اس علمی خزانہ سے ہر قوم و ملک کے لکھوکھا تشنہ کام سیراب ہو رہے ہیں اور اس سے ایسی روحانی لذت و سرور اٹھا رہے ہیں کہ جس کا مزہ کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔

اپنی تالیفات سے متعلق حضرت مسیح موعود کے ارشادات

آپ کا عربی، فارسی و اردو زبان میں نظم و نثر کی صورت میں چھوڑا ہوا لٹریچر ایک قیمتی خزانہ ہے اور اسی خزانہ سے متعلق آپ نے کہا تھا کہ

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اللہ کرے کہ ہم ان خزائن کے امیدوار بنیں اور اپنے گھروں کو اور اپنے سینوں کو ان خزائن سے بھر لیں۔ آمین۔

آپ نے بارہا اپنی کتب کی اہمیت و برکات اور مخلوق کے عظیم مفاد کے پیش نظر احباب کو اپنی کتب کے مطالعہ کی نصیحت فرمائی ہے کہ

"ہماری کتابوں کو خوب پڑھتے رہو تاکہ واقفیت ہو اور کشتی نوح کی تعلیم پر عمل کرتے رہا کرو۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۸۷)

ارشاد فرمایا:-

"سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے جس کو علم نہیں ہوتا مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۵)

آپ نے فرمایا:۔

"یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الہٰی سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خوارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔" (سر الخلافتہ صفحہ ۴)

اسی طرح تریاق القلوب میں بیان فرماتے ہیں۔

"میرے ہاتھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور میرے قلم سے قرآنی معارف چمک رہے ہیں۔ اٹھو اور تمام دنیا میں تلاش کرو کہ کیا کوئی عیسائیوں میں سے سکھوں میں سے یا یہودیوں میں سے یا کسی اور فرقہ میں سے ایسا ہے کہ آسمانی نشانوں کو دکھلانے اور معارف اور حقائق کے بیان کرنے میں میرا مقابلہ کر سکے۔" (صفحہ ۱۳۹)

حضرت المصلح الموعود خلیفتہ المسیح الثانی کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت و برکات بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

"جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے ملائکتہ اللہ نازل ہوتے ہیں چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات و معارف کھلتے ہیں.......... حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور ان کے ذریعہ سے نئے علوم کھلتے ہیں۔" (ملائکتہ اللہ صفحہ ۱۹۴)

آپ مزید فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی روح سے ممسوح کر کے ان علوم سے سرفراز فرمایا تھا جو اس زمانہ کیلئے ضروری ہیں۔" (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۳۲۷)

اسی طرح حضرت خلیفتہ المسیح الثالث آپ کی کتب کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت مسیح موعود کی کتب دراصل (دینی) علوم کا ایک بحر ذخار اور ایک قیمتی خزانہ ہیں ان علوم سے بہرہ ور ہونے اور اس دولت بے بہا سے خود کو بھی اور اپنی نسلوں کو بھی مالا مال کرنے میں کسی دم بھی غافل نہیں رہنا چاہئے تا کہ ہم شیطان ملعون کے ہر قسم کے وساوس سے محفوظ رہ کر خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے وارث بنتے چلے جائیں۔"

(الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس تحریری سلسلہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"سلسلہ تحریر میں میں نے اتمام حجت کے واسطے مفصل طور سے ستر، پچھتر کتابیں لکھی ہیں اور ان میں سے ہر ایک جدا گانہ طور سے ایسی جامع ہے کہ اگر کوئی طالب حق اور طالب تحقیق ان کا غور سے مطالعہ کرے تو ممکن نہیں کہ اس کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا ذخیرہ بہم نہ پہنچ جاوے۔ ہم نے اپنی عمر میں ایک بھاری ذخیرہ معلومات کا جمع کر دیا ہے اور جہاں تک ممکن تھا ان کی اشاعت بھی کی گئی ہے اور دوست اور دشمنوں نے ان کو پڑھا بھی ہے.......... معقولی رنگ میں اور منقولی طور سے تو اب ہم اپنے کام کو ختم کر چکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۲۹)

اور پھر آپ مزید تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"میں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان کو صرف ایک قصہ گو یا داستان گو کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں۔ بلکہ میں نے یہ ساری باتیں نہایت دل سوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے کی ہیں۔ ان کو گوش دل سے سنو اور ان پر عمل کرو۔"

(ملفوظات جلد ا صفحہ ۹۰)

ان تمام اقتباسات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ جن خزائن کا ذکر حدیث میں ہے وہ یہی ہیں اور اگر اب بھی ہم ان خزائن سے اپنے گھر بھرنے کو تیار نہیں ہوتے تو بڑے ہی بدبخت ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے الفاظ میں۔

"کتنا ہی بدبخت ہے وہ بچہ جس کا باپ اس کو روحانی ورثہ سے محروم کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں دوبارہ لا کر ہمیں دیا ہے اور کتنا ہی بدبخت ہے وہ باپ جسے یہ تو خیال ہے کہ اس کی مادی دولت اور جائیداد تو اس کی اولاد میں بطور ورثہ کے جائے لیکن اسے یہ خیال نہیں کہ یہ روحانی ورثہ اور اسلام کا یہ کھویا ہوا مال جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اس زمانہ میں دوبارہ ملا ہے اس کی اولاد میں نہ جائے۔" (الفضل ۲۶ دسمبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۲)

اللہ کرے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا بچہ نہ ہو اور نہ ہی کوئی ایسا باپ ہو اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو دور فرمائے اور ہم میں سے ہر ایک کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس دعا کا مصداق بننے کی توفیق عطا فرمائے کہ:-

"خدایا مجھے ایسے لفظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دور کر دیں۔" (شہادت القرآن بار اول صفحہ ۳)

اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک کے دل کا زہر دور ہو اور ہم مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود کی اہمیت' برکت اور افادیت کو صحیح رنگ میں سمجھنے والے ہوں اور یہ بیج اپنی اولادوں میں منتقل کرتے چلے جائیں تا کہ جوت سے جوت چلتی رہے۔ آمین

اعلان برائے خدام الاحمدیہ نمبر

خدا تعالیٰ کے فضل سے ادارہ خالد اپنی خصوصی اشاعت کے تحت خدام الاحمدیہ نمبر شائع کر رہا ہے اس نمبر کے لئے ادارہ کو درج ذیل کوائف درکار ہیں۔ تاکہ انہیں شامل اشاعت کیا جاسکے

(1) ۱۹۳۸ء تا حال خدام الاحمدیہ کی مرکزی عاملہ کے ممبران اپنی تصویر اور مختصر کوائف مع عرصہ خدمت ارسال فرمائیں۔

(2) ۱۹۳۸ء تا حال قائدین اضلاع و علاقہ اپنی ایک عدد تصویر مع کوائف ادارہ کو ارسال کریں

(3) ۱۹۳۸ء تا حال کسی بھی یونیورسٹی یا بورڈ میں پہلی تین پوزیشنیں حاصل کرنے والے طلبہ بھی ایک عدد تصویر مع کوائف ادارہ کو ارسال کریں۔

(4) اسی طرح جملہ قارئین سے گزارش ہے کہ ان کی یادداشت میں کوئی ایسا واقعہ، تصویر یا دستاویز جو کہ تاریخ خدام الاحمدیہ کا حصہ بن سکتی ہو، براہ کرم ہمیں جلد از جلد ارسال فرمادیں۔

(نوٹ) ☆کوشش کی جائے کہ تصویر بلیک اینڈ وہائٹ ہو۔ ☆جملہ کوائف قائدین مجلس و صدر یا امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ ارسال کریں۔

☆خط و کتابت کے لئے اپنا مکمل ایڈریس ارسال کریں ☆جملہ کوائف و تصاویر ادارہ کو 15 جون 2000ء سے قبل پہنچادیں، جزاکم اللہ

ایڈریس ادارہ خالد:

دفتر ماہنامہ خالد ایوان محمود ربوہ 35460

فون: 212349 فیکس: 213191

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ

(مکرم نوید احمد صاحب)

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

قوموں کا عروج و زوال سچ اور جھوٹ کے ساتھ گہری وابستگی رکھتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جھوٹ کی کچی اینٹوں سے بنی ہوئی عمارتیں کھنڈرات میں بدل گئیں اور سچ کے محل تا قیامت اپنی رفعتوں کے ساتھ مضبوط اور مستحکم ہوتے گئے۔ جھوٹ نے قوموں کا رزق، اخلاق، اخلاص اور ان کی ترقی میں روڑے اٹکائے، جھگڑوں کی بنیاد بنا۔ اس کی وجہ سے منافقت، بزدلی، نجاست اور نحوست جیسی قبیح خصلتیں انسان کو زندگی کے مقاصد میں ناکام و نامراد کر کے تاریک راہوں پر لے آئیں اور اعلیٰ قدریں پامال ہوتی چلی گئیں۔

آج کا معاشرہ اس لعنت کے زہر میں ڈوب رہا ہے اور ہمارے پیارے امام اس بیماری سے بچانے کے لئے اپنے خطبات میں راہنمائی فرما رہے ہیں۔ زیر نظر مضمون اسی قبیح عادت کے نقصانات اور اس کے بالمقابل سچ کی برکات پر روشنی ڈال رہا ہے۔

تبتل الی اللہ کی راہ میں روک

جھوٹ کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ جھوٹ انسان کے تبتل الی اللہ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ کیونکہ جھوٹا شخص اپنے نفسانی بت کی پیروی تو کرتا ہے لیکن خدا کی پیروی نہیں کرتا۔ اپنی انانیت کی خاطر جھوٹی گواہی تو دے سکتا ہے مگر خدائے ذوالجلال کے ارشاد کی پیروی نہیں کر سکتا۔ اور أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ کا پورا نمونہ بن جاتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے جھوٹ کا ذکر بت پرستی کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ فرمایا۔

وَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:۳۱)

کہ بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹ سے بچو۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"......افسوس اس وقت لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ ان سے کیا چاہتا ہے کہ رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ نے بہت سے بچے دے دئے ہیں کوئی شخص عدالت میں جاتا ہے کہ دو آنے لیکر جھوٹی گواہی دینے میں ذرا شرم و حیا نہیں کرتا کیا وکلاء قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ سارے کے سارے گواہ سچے پیش کرتے ہیں آج دنیا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں جھوٹے

مقدمے کرنا تو بات ہی کچھ نہیں جھوٹے اسناد بنا لئے جاتے ہیں کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو اجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور (الحج:۳۱) بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی کیسی خرابی آ کر پڑی ہے اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں۔ کیونکہ چھوڑیں اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اس کی ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 636)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

تبتل الی اللہ کی راہ میں سب سے بڑی روک جھوٹ کا بت ہے خدا کے نام پر بظاہر عبادت کی جاتی ہے۔ لیکن خدا کے گھروں سے باہر نکلنے کے بعد پھر اسی جھوٹ کیلئے زندگی وقف ہو کر رہ جاتی ہے۔

(خطبہ جمعہ بحوالہ الفضل 24 اگست 1992ء کالم نمبر3)

جھوٹ انسان کو جنہم میں لے جاتا ہے

پہلے گزر چکا ہے کہ جھوٹ اور بت پرستی کو خدا تعالیٰ نے ایک ہی چیز قرار دیا ہے۔ اور بت پرستی شرک کی سب سے بدیہی شکل ہے اور سب سے بری شکل ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "خدا تعالیٰ شرک کے سوا باقی سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ شرک کو معاف نہیں کرتا" اس طرح جھوٹ انسان کو جنہم میں لے جاتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے"

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"تمہیں سچ اختیار کرنا چاہئے۔ کیونکہ سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہئے کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق و فجور سیدھا آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔ ایک شخص جھوٹ بولتا

ہے اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب یعنی جھوٹا لکھا جاتا ہے"
(مسلم کتاب البر والصلہ باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ)

جھوٹ تمام برائیوں کی بنیاد ہے

جھوٹ کا تیسرا بڑا نقصان یہ ہے کہ جھوٹ اور بے شمار برائیوں کی بنیاد بنتا ہے۔ جن میں سے بدظنی، غیبت، تجسّس وغیرہ ہیں۔ اور یہی برائیاں پھیل کر قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

جھوٹ بولتے ہوئے انسان کو بدظنی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ پھر جب انسان بدظنی کر لیتا ہے تو اسے اس بات کی جستجو رہتی ہے کہ وہ کسی طرح معلوم کرے کہ اس کی بیان کردہ بات درست ہے کہ نہیں اس طرح وہ تجسّس کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور جس قوم میں بھی یہ دو چیزیں یعنی بدظنی اور تجسّس پیدا ہو جائیں اس قوم کی توجہ اپنی ترقی سے ہٹ جاتی ہے اور دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول ہو کر وہ قوم قعرِ مذلت میں گر جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اسی لئے جھوٹ کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے بڑے گناہوں میں سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ

حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کیا جی حضور ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ تکئے کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ جوش میں آکر بیٹھ گئے اور بڑے زور سے فرمایا۔ دیکھو تیسرا بڑا گناہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ آپ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کہ کاش حضور خاموش ہو جائیں"

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی وقت جو ترقی ہوئی تھی اس کی یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کی بدولت ان تمام نجاستوں سے پاک ہو گئے تھے۔ اور اگرچہ جھوٹ بولنا بہت آسان ہے مگر کسی صحابی کا جھوٹ ثابت نہیں۔ نہ بدظنی ثابت ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"بدی کے ارتکاب میں سے جھوٹ بولنا سب سے زیادہ آسان اور جلدی ہو سکنے والا ہے۔ کیونکہ زنا، چوری وغیرہ کے واسطے قوت، مال، ہمت، دلیری چاہئے مگر جھوٹ کے واسطے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ صرف زبان ہلا دینی پڑتی ہے۔ باوجود اس کے صحابہ میں جھوٹ ثابت نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں سے کسی نے بھی جھوٹ نہیں بولا"
(ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۳۵)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ دنیا کے اکثر جھگڑے بدظنی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی بھی مختلف قسمیں ہیں جو یہ ہیں کہ ایک دوسرے کے عیوب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ اپنے بھائیوں کے عیبوں کا تجسّس نہ کرو۔ اگر پہلے سے بدظنی نہ ہو تو تجسّس کا بچہ پیدا نہیں ہو سکتا"
(بحوالہ الفضل 24 اگست 1992ء صفحہ 1 کالم 4)

جھوٹ انسان کو منافق بنادیتا ہے

جھوٹ ایک ایسی لعنت ہے کہ اگر اسے ایک مرتبہ بولا جائے تو پھر اس ایک جھوٹ کا دفاع کرنے کے لئے سینکڑوں اور جھوٹ گھڑنے پڑتے ہیں اور منافقت کر کے اپنی بات کو سچ ثابت کرنا پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جھوٹا محض سب سے بڑا منافق ہوتا ہے اور ہر شخص سے منافقت کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ سے کام لیتا ہے"

اس واسطے مومنین کی نشانی یہ بتائی کہ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان) کہ مومن جھوٹی گواہی نہیں دیتے یعنی سچ بولتے ہیں۔

جھوٹ ترک کئے بغیر انسان مطہر نہیں ہو سکتا

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"حقیقت میں جب تک انسان جھوٹ کو ترک نہیں کرتا وہ مطہر نہیں ہو سکتا۔ نابکار دنیا دار کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک بے ہودہ گوئی ہے۔ اگر سچ سے گزارہ نہیں ہو سکتا، تو پھر جھوٹ سے ہرگز گزارہ نہیں ہو سکتا۔ افسوس کہ یہ بدبخت لوگ خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بدوں گزارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جھوٹ کی نجاست کو ہی سمجھتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جھوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھ وابستہ کر کے بیان فرمایا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے۔ ہمارے جسم میں کیا کیا قویٰ ہیں۔ لیکن کیا ہم اپنی طاقت سے ان سے کام لے سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 243-244)

جھوٹ انسان کو بزدل بنادیتا ہے

جو انسان جھوٹ پر دوام اختیار کر لیتا ہے اس میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس خوف سے کہ کہیں کوئی اس کے جھوٹ پر مطلع ہو کر اسے پکڑ نہ لے۔ وہ لوگوں کے سامنے بات بیان کر کے ان کے سامنے آنے سے کتراتا ہے۔ جھوٹ بولتے وقت تو بہت دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتا ہے لیکن بعد میں اس احساس سے کہ میں پکڑا جاؤں گا اس کی جرات ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

"جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے سچ میں ایک جرات اور دلیری ہوتی ہے۔ جھوٹا انسان بزدل ہوتا ہے۔ وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گند گناہوں سے ملوث ہے۔ وہ ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرات سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اور اپنی پاک دامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ (ملفوظات جلد دھم صفحہ 252)

جھوٹ سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے

جھوٹ برائیوں کی جڑ ہے اور ایک جھوٹ کی خاطر جب سو (۱۰۰) جھوٹ بولنے پڑیں تو انسان کے دل میں نیکی کے خیالات ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت اندیشہ پکڑ کی وجہ سے کوئی نہ کوئی جھوٹی تدبیر کرنے کا خیال دل میں رہتا ہے۔ گویا روحانی لحاظ سے اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے کوئی روحانی روشنی اسے دکھائی نہیں دیتی۔ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ کا مجسم ثبوت بن جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

"آنی اور عارضی طور پر ممکن ہے اس سے کسی انسان کو کچھ فائدہ حاصل ہو جائے لیکن فی الحقیقت کذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر سے اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے۔ ایک جھوٹ کیلئے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔ اسی طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اسے یہاں تک جرات اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھی افترا کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اظلم ٹھہر جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ (الانعام:۲۲) یعنی اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جھوٹ بہت ہی بری بلا ہے۔ جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹ کا اور خطرناک نتیجہ کیا ہوگا کہ انسان خدا تعالیٰ کے مرسلوں اور اس کی آیات کی تکذیب کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس تمہارے لئے یہ ضروری بات ہے کہ صدق اختیار کرو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 245)

جھوٹ بولنے والا نامراد ہوتا ہے

انسان جس چیز کو حاصل کرنے کیلئے جھوٹ بولتا ہے وہ چیز اگر اسے مل بھی جائے تو فانی چیز ہے۔ دنیا کی کوئی شے ہمیشہ رہنے والی نہیں ایک نہ ایک وقت ہر چیز کا خاتمہ لازمی ہے۔ انسان کو چیز کے کھونے پر حسرت ہوتی ہے۔ مگر سچ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی چیز انسان کے سرور انبساط کو دوگنا کرتی ہے اور اس کے خاتمہ سے انسان مغموم و ملول نہیں ہوتا۔ لیکن جھوٹا شخص رنج و غم میں مبتلا ہو کر اپنے نامراد رہنے پر مہر ثبت کرتا ہے۔ اور اگر اسے احساس نہ ہو تو اسی طرح نامراد مر جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعو فرماتے ہیں۔

"جھوٹ ایسی شے ہے کہ آخر ایک دن آکر انسان اس سے تھک جاتا ہے۔ پھر اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو توبہ کرتا ہے ورنہ اسی طرح نامراد مر جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوئم صفحہ 60)

جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"یقیناً یاد رکھو کہ جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر میں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے

ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرات نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔ اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی وہ سزا ان کی بعض اور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 638)

جھوٹا شخص صدیق نہیں کہلا سکتا

صدیق کا معنی ہے کہ انسان نہ صرف یہ کہ سچ بولے بلکہ سچ پر مداومت اختیار کرے اور مسلسل سچ بولتا چلا جائے۔ آنحضرت ﷺ کو اسی لئے صدیق کہتے ہیں کہ آپ نے ساری زندگی کبھی جھوٹ بولنا تو کیا اس کے قریب جانا بھی پسند نہ فرمایا۔ پس جھوٹ بولنے والا شخص صدیق نہیں بن سکتا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"میں نے غور کیا ہے۔ قرآن شریف میں کئی ہزار حکم ہیں۔ ان کی پابندی نہیں کی جاتی ادنی ادنی سی باتوں میں خلاف ورزی کر لی جاتی ہے یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ بعض جھوٹ تو دکاندار بولتے ہیں کہ اور بعض مصالح دار جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کو رجس کے ساتھ رکھا ہے۔ مگر بہت سے لوگ دیکھے ہیں کہ رنگ آمیزی کر کے حالات بیان کرنے سے نہیں رکتے اور اس کو کوئی گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ ہنسی کے طور پر بھی جھوٹ بولتے ہیں انسان صدیق نہیں کہلا سکتا جب تک جھوٹ کے تمام شعبوں سے پرہیز نہ کرے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 99)

جھوٹ بولنے سے قوموں کے رزق میں کمی واقع ہو جاتی ہے

جھوٹ کے نتیجہ میں قومی ترقی رک جاتی ہے کیونکہ ہر آدمی دوسرے کو جھوٹ بول کر دھوکہ دے رہا ہوتا ہے۔ اور قومی ترقی نہ ہونے کی صورت میں بنیادی ضروریات زندگی میں کمی واقعہ ہوتی ہے۔ اور قوم تباہ ہو جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

"جھوٹ قوموں کے رزق کو چھین لیتا ہے۔ یہاں دین دار اور غیر دین دار کا کوئی فرق نہیں۔ جو قومیں سچ کو اختیار کرتی ہیں ان کے رزق میں برکت ملتی ہے۔ تیسری دنیا کے ممالک کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔ فرمایا حدیث ہے کہ "والدین سے نیک سلوک عمر کو بڑھاتا ہے۔ جھوٹ رزق کو کم کر دیتا ہے۔ اور دعا قضاء و قدر کو بدل دیتی ہے ان تین باتوں میں دنیا کے سب معاملات حل ہو جاتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 اگست 1992ء بحوالہ الفضل)

جھوٹ کے مقابل پر صدق و سچائی ہے اور وہ تمام

نقصانات جو جھوٹ سے ہوتے ہیں سچ کے نتیجہ میں وہ فوائد میں بدل جاتے ہیں۔ سچا انسان ایک طرف خدا کی جانب جھک کر فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ میں آکر مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا کی نوید اسے سنائی دیتی ہے۔

اس کے دل پر ایک نور نازل ہوتا ہے جو روحانی قویٰ کو جلا بخش کر غیر اللہ سے اسے بکلی انقطاع عطا کرتا ہے اور اس میں ایک خارق عادت جرات پیدا ہو جاتی ہے اور حق کے اظہار میں وہ شیر کی طرح بہادری دکھاتا ہے۔ اس نور سچائی کے نتیجہ میں ایسا شخص تمام اخلاقی برائیوں سے بچ جاتا ہے اور آخر کار فتح یاب ہوتا ہے۔

انبیاء کی تاریخ سچ کی فتح اور جھوٹ کی ناکامی پر شاہد ناطق ہیں۔ شیطان کا راندہ درگاہ الٰہی ہونا، فرعون کا سمندر میں غرق ہونا، نمرود کی جھوٹی خدائی کا پاش پاش ہونا۔ جھوٹ کے منحوس اور لعنتی ہونے پر دلیل ہیں کہ جھوٹ نہ صرف خود منحوس اور لعنتی چیز ہے بلکہ اس نے جھوٹ اختیار کرنے والوں کو بھی ہمیشہ کے لئے لعنتی اور منحوس بنا دیا۔ اور اس کے برعکس آدم کا فرشتوں کا مسجود بننا۔ نوح کا کامیاب و کامران ہونا۔ موسیٰ کا بنی اسرائیل کو بچالینا۔ اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غالب آنا اس بات پر گواہ ہیں کہ سچ اختیار کرنے والا سچ بولنے والا ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے اور عزت سے یاد کیا جاتا ہے اور ساری دنیا اس پر رحمتیں بھیجتی ہیں۔

سچائی اختیار کرنے والا کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ خدا کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ اور خدا کی حفاظت سے مضبوط قلعہ اور کوئی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو۔ اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا یا شدت بھوک کے وقت ایک دانہ یا لقمہ سے سیر ہو جاوٴں گا۔ بالکل نہیں بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پیئے یا کھانا نہ کھالے تسلی نہ ہوگی۔ اسی طرح جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔ ناقص اعمال اللہ تعالیٰ [illegible] کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو پھر میں برکت دوں گا۔

کسبِ کمال کن کہ عزیز جہاں شوی"

(ملفوظات جلد چہارم ص 639)

آخر پر اس مضمون کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات درج کر کے ختم کرتا ہوں جن میں آپ نے ہمیں سچائی اختیار کرنے کی طرف بکمال تمام نصیحت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے۔ کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں۔ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں"۔

(ازالہ اوہام ص 549)

پھر فرماتے ہیں:۔

"حق پاؤ تو فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو۔ سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو"۔

(ازالہ اوہام۔ ص 550)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اب وقت تنگ ہے میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقعہ ہے ...... بڑا ہی بد قسمت وہ ہے جو اس موقعہ کو کھودے۔

نرا زبان سے اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو وہ تمہیں صادق بنادے۔ اس میں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو۔ بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لئے کوشش کرو اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے۔ عبد اللطیف کے نمونہ کو ہمیشہ مد نظر رکھو کہ اس سے کس طرح صادقوں اور وفاداروں کی علامتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے پیش کیا ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم۔ ص 517)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدق اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور جھوٹ سے نفرت اور اسے بکلی ترک کرنے کی ہمت دے تاکہ ہم دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا کرنے والے ہوں اور دنیا احمدیت کی آغوش میں آکر امن محسوس کرے۔

ولادت

برادرم مکرم منصور احمد نورالدین صاحب نائب مہتمم اشاعت و متخصص علم الکلام جامعہ احمدیہ ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 30 مارچ 2000ء بیٹی کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت نومولود کا نام محمد "کرشن" عنایت فرمایا ہے۔

نومولود مکرم چوہدری نورالدین صاحب کا پوتا اور مکرم میاں فتح الدین صاحب آف گجرات کا پڑپوتا ہے۔ اسی طرح مکرم عبدالکریم خان صاحب آف لاہور کا نواسہ اور حضرت حافظ عبدالجلیل صاحب آف لاہور رفیق حضرت مسیح موعود کا پڑنواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادم دین اور باعمر کرے۔ آمین

(مدیر)

آیئے کچھ لکھنے کی باتیں کریں

****

(پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب)

تقریر اور تحریر دونوں کی صلاحیتیں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں۔ تقریر بالعموم براہ راست سامعین تک پہنچتی ہے اور اس کا فوری اثر ہوتا ہے لیکن محفوظ نہ کئے جانے کی صورت میں اس کا اثر دیرپا نہیں رہ سکتا اور کچھ عرصہ کے بعد تقریر گویا ہوا کی لہروں میں تحلیل ہو جاتی ہے لیکن تحریر بہت لمبے عرصہ تک محفوظ رہتی ہے اور کتاب کی شکل میں تو نسلاً بعد نسلٍ اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت سلطان القلم کی جماعت ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ نے اسی کے قریب علم و معرفت سے پر کتب و رسائل تصنیف فرمائے جو ایک لمبے عرصہ سے دنیا بھر میں اشاعت پذیر ہیں۔ اس سے قلم کی اہمیت اور قوت واضح ہو جاتی ہے۔ للہذا ہمارے نوجوانوں کو خاص طور پر لکھنے لکھانے کی طرف پورے ذوق و شوق سے توجہ دینی چاہیئے۔

قلم کی عظمت

اہل قلم و علم کی برتری اور عظمت کا اندازہ اس امر سے لگائیے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ مقدس و محترم ہے۔ دنیا کے مشہور اور عظیم فاتح نپولین کا کہنا ہے "دنیا میں فقط دو طاقتیں موجود ہیں۔ ایک تلوار اور ایک قلم اور آخر کار اول الذکر (تلوار) ہمیشہ آخر الذکر سے مات کھا جاتی ہے"۔ انیسویں صدی کے ایک مشہور شاعر BYRON (بائرن) کا یہ جملہ کتنا خوبصورت ہے:۔

A drop of ink may make a million think

یعنی سیاہی کا ایک چھوٹا سا قطرہ لاکھوں لوگوں کو غور و فکر کرنے پر آمادہ کر سکتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کس شان سے فرماتے ہیں:۔

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

پس اچھی و مؤثر تحریر اور کتاب کی اہمیت، افادیت اور فوقیت سے کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا اور لکھنے لکھانے کی طرف جس قدر ممکن ہو توجہ اور محنت کرنی چاہیئے۔

آپ بھی لکھ سکتے ہیں

بعض نوجوان سوچتے ہوں گے کہ مضمون نویسی ان کے بس کی بات کہاں؟ اور یہ کہ یہ عظیم کام تو فقط بڑے بڑے

ادیبوں اور مصنفین کا کلام ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ آج یا ماضی کے جو شہرہ آفاق اور کہنہ مشق اہل علم و قلم آپ کو نظر آتے ہیں وہ محنت اور مشقت کرکے اور لکھ لکھ کر ہی نامور اور سربلند ہوئے ہیں۔ وہ شروع سے ہی اس مقام پر فائز نہیں ہوگئے تھے جو انہیں آج حاصل ہے۔ یہ تو ان کی علمی پیاس اور انتھک کاوش کا نتیجہ ہے۔ "جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے" آپ بھی اپنے اندر ارادہ اور اعتماد پیدا کریں اور لکھنے کی طرف متوجہ ہوں لیکن یہ قابل رشک کام شروع کرنے سے پہلے کچھ اقدامات اور لوازمات ہیں جو یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

(الف) لکھنے سے پہلے پڑھنا ضروری ہے

آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر آپ کسی کو کچھ تحائف یا علم دینا چاہتے ہیں تو پہلے خود آپ کے "پلے" کچھ ہونا چاہیئے بلکہ بہت کچھ ہونا چاہیے تاکہ آپ اس میں سے بقدر ہمت و استطاعت دوسروں کو پیش کرسکیں۔ سترھویں صدی عیسوی کے مشہور برطانوی شاعر اور نقاد جان ڈرائڈن (John Dryden) نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔ اس کا کہنا ہے "جو کوئی مصنف بننے کی خواہش رکھتا ہے۔ اسے پہلے طالب علم بننا چاہیئے"۔ مطلب یہ کہ پہلے وہ خوب علم حاصل کرے تاکہ اس کے اندر لکھنے کی استعداد پیدا ہو۔ علامہ اقبال نے اس بات کو ایک اور لطیف رنگ میں بیان کیا ہے

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

ہاں تو سب سے پہلے آپکو زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنا چاہیئے۔

اچھی کتب اور تحریریں نہایت ہی اہم اور مفید ذریعہ علم و دانش ہیں۔ بڑے بڑے مفکرین اور مصنفین نے اپنا علم اور تجربہ اپنی کتب میں محفوظ کر دیا ہے۔ ایک مغربی مفکر اور صاحب علم بووے نے لاکھ باتوں کی ایک بات کہہ دی ہے:۔

Books are Embalmed Minds

کہ کتابیں تو دراصل عظیم مصنفین کے حنوط شدہ دماغ ہیں یعنی جو کچھ ان عالم فاضل ہستیوں کے دماغوں نے سوچا وہ انہوں نے اپنی کتابوں میں محفوظ کردیا ہے۔

آج آپ ہومر اور شیکسپیئر جیسے شہرہ آفاق شاعر' ارسطو اور افلاطون جیسے عظیم فلاسفر' وکٹر ھیوگو اور ٹالسٹائی جیسے منفرد مصنف اور پھر ستاروں جیسے روشن اسلامی مشاہیر' ان گنت مفسر' مفکر' محدث' فقہاء' شعراء' علماء' ادباء' دنیا میں کہاں ڈھونڈیں گے۔ ان عظیم لوگوں کے متعلق حسرت بھرے دل کے ساتھ یہی کہہ سکتے ہیں:۔

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

لیکن ایک لحاظ سے ہم لوگ کتنے خوش نصیب اور شاد کام ہیں کہ ان کی رہنما شخصیت اور لازوال و باکمال علم و فن اور عالی دماغی یہ سب ہمیں ان کی کتب میں مل جاتے ہیں۔ انیسویں صدی کے برطانوی دانشور اور مصنف لائیٹن (Lytton) کا قول ہے کہ "اہل علم و دانش کی تحریریں ہی

فقط ایسے خزانے ہیں جن کو ہمارے پیچھے آنے والی نسلیں کبھی بھی اکارت نہیں کر سکتیں"۔ عالمی شہرت یافتہ فرانسیسی مصنف وکٹر ھیوگو (Victor Hugo) (1885ء ۔ 1802ء) کا یہ قول کتنا سچا ہے کہ "کتابیں قابل اعتماد اور سچے دوست کی طرح ہوتی ہیں"۔ اچھے اور مخلص دوست آپ کو بری صحبت سے بچا کر آپ کو فرحت بخش ہم نشینی مہیا کرتے ہیں اور آپ کے فائدہ کا سوچتے ہیں۔ یہی فوائد ایک اچھی کتاب بھی مہیا کرتی ہے۔ حافظ نے کیا خوب کہا ہے "فراغتے و کتابے و گوشہ چمنے" کہ فراغت اور فرصت کے لمحے ہوں تو پھر ہاتھ میں کتاب ہو اور کسی چمن کے گوشہ میں آدمی مصروف مطالعہ ہو جائے۔ کتنی بڑی نعمت ہے!!

در اصل اگر آپ اچھی کتاب میں انہماک پیدا کر لیں اور اس کے مضامین سے بہرہ ور اور لطف اندوز ہونے لگیں تو جس جگہ پر بھی آپ بیٹھ کر محو مطالعہ ہوں گے وہی جگہ آپ کو چمن زار محسوس ہونے لگے گی کیونکہ آپ کو کسی اور بات کا ہوش اور فکر ہی نہیں رہے گی۔

مختصر یہ کہ پھلدار درخت ہی سے پھل حاصل ہو سکتا ہے۔ جو درخت خود بے ثمر، خالی اور محروم ہو وہ دوسروں کی سیری اور شگفتگی کا کیا سامان کر سکتا ہے۔ پس بمطالعہ کرنے کا عمل مسلسل جاری رہنا چاہیئے۔

(ب) حوالوں اور تراشوں کو محفوظ کیجیئے

جو کتب اور رسائل اور اخبارات آپ کے زیر مطالعہ ہوں انہیں بغور پڑھنے کی عادت بنائیں اور ان میں سے جو سطور اور حوالے آپ کو پسندیدہ اور مفید محسوس ہوں ان کو خط کشیدہ کیجیئے۔ چونکہ عام طور پر مختلف اخبارات کو گھروں پر محفوظ نہیں کیا جاسکتا اس لئے ان اخبارات میں سے اپنی پسند کے مضامین اور حوالوں کے آپ تراشے (Clippings) لے لیجیئے اور انہیں ایک فائل میں مختلف مضامین کی ترتیب سے محفوظ کرتے جائیں۔ اس طرح کی حوالوں اور تراشوں والی فائل یا کاپی کو SCRAPBOOK کہتے ہیں۔

(ج) اب لکھنے کی باری ہے

آپ لکھنے کے لئے اپنا پسندیدہ موضوع شروع میں منتخب کیجیئے تاکہ آپ اس کے بارہ میں لکھنے میں آسانی محسوس کریں اور اسے حتی الوسع عمدگی سے نباہ سکیں۔ پھر دعا کرتے ہوئے اس کو اپنے ذہن میں اجاگر کریں اور مضمون کے مختلف پہلوؤں پر غور کریں۔ اس طرح آپ کے ذہن میں اس کی ایک تصویر ابھرنے لگے گی اور کئی نکات تیار ہو جائیں گے۔ اب ذہن میں تیار شدہ ان نکات اور خیالات کو خاکے یا نمبر لگا کر POINTS کی صورت میں کاغذ پر لکھتے جائیں اور جہاں جہاں آپ نے قرآن کریم، احادیث یا دوسری کتب و رسائل کا حوالہ دینا ہو اسے وہاں مکمل طور پر یا ابتداء مختصر طور پر درج کرتے جائیں۔ مضمون لکھتے ہوئے اپنی توجہ اپنے کام کی طرف رکھیں اور مزید غور و فکر کرتے رہیں۔ کوئی نئی بات یا حوالہ ذہن میں آئے تو اسے بھی نوٹ کر لیں۔

(د) آغاز کی سطریں

جس موضوع پر آپ لکھنا چاہیں اس کا عنوان سوچ کر منتخب کیجئے۔ اس بارہ میں ایک اہم بات خاکسار نے موقر ہفت روزہ "لاہور" کے ذریعے سیکھی ہے وہ یہ کہ ہندوپاک کے جید صحافی اور میدان صحافت میں جناب ثاقب زیروی کے محترم استاد مولانا عبدالمجید سالک اپنے مضمون کا عنوان خاص اہتمام سے منتخب کرتے تھے اور اسے جاذب توجہ بناتے تھے۔ یاد رہے کہ بعض اوقات حسب موقع اور موزوں مصرع بھی عمدہ عنوان کا کام دیتا ہے۔ آپ مضمون کی ابتدائی سطروں کی طرف خاص توجہ دیں تاکہ مضمون کا تعارف اور اس کی اہمیت عمدگی سے اجاگر ہو سکے اور قاری آپ کا مضمون توجہ اور دلچسپی سے پڑھنے پر آمادہ ہو سکے۔

(ر) مضمون مکمل کیجئے

ابتدائی سطور کے بعد اپنے نوٹس (خاکے یا POINTS) اور حوالوں کی مدد سے مضمون کو مکمل شکل میں قلمبند کیجئے۔ ذیلی سرخیاں لگا کر POINTS کو مکمل اور الگ الگ پیراگراف کی شکل میں تحریر کریں تاکہ آپ کا بیان اور نقطہ نظر قاری کے ذہن میں اترتا چلا جائے اور اپنا تاثر قائم کر سکے۔ بے سپاٹ تحریر اور بے حد طویل پیراگراف سے پرہیز کیجئے ورنہ سارا مضمون گڈمڈ ہو جائے گا اور قاری کی دلچسپی اور مضمون کی افادیت دونوں بری طرح متاثر ہوں گے۔ یاد رکھئے آپ کے تحریر کردہ جملے آسان، واضح، مدلل اور موثر ہونے چاہئیں۔ مبہم الفاظ، گھسے پٹے فقرات اور قدیم طرز کے بھاری بھرکم اور متروک الفاظ سے جنہیں انگریزی زبان میں کلیشے (CLICHE) کہتے ہیں اجتناب کیجئے ورنہ آپ کا مضمون بوجھل بن جائے گا۔ البتہ آپ حسب موقع اپنے مضمون میں لطافت اور بعض مقامات پر خاص جذب و اثر پیدا کرنے کے لئے کوئی برمحل اور دلاویز شعر یا مصرع سجا سکیں تو مضمون کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے!!

ابتدائی سطور کی طرح اختتامی سطروں کو بھی خاص توجہ اور اہتمام کے ساتھ لکھنے کی کوشش کریں۔۔ ان آخری سطور کو ایسا اثر انگیز اور نتیجہ خیز ہونا چاہیئے جو قاری کے دل و دماغ پر ثبت ہو جائیں اور مضمون ختم ہونے کے بعد بھی قاری آپ کے بیان اور اسلوب کی چاشنی اور اثر آفرینی کو محسوس کرتا رہے۔ خاکسار کو خود حرف آخر کے طور پر کوئی تیر بہدف اور فکر انگیز شعر تحریر کرنا خوب لگتا ہے۔ اشعار کی قوت جذب اور اثر پذیری کے متعلق حکیم مومن خان مومن فرماتے ہیں:۔

ایسی غزل کہی یہ کہ جھکتا ہے سب کا سر
مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

(س) نظر ثانی نہایت ضروری ہے

آپ مضمون کو مکمل کر کے اس پر ایک نقاد اور استاد کی نگاہ سے بھرپور نظر ثانی کرنا ہرگز نہ بھولئے گا۔ یاد رکھئے کہ ہر اچھے مضمون نگار کا یہ خاصا ہوتا ہے کہ وہ اپنے مضمون کو غور سے دوبارہ پڑھتا اور پرکھتا ہے۔ اس کے کئی فائدے ہیں۔

1۔ املاء، گریمر وغیرہ کی غلطی کا امکان ہر وقت رہتا ہے۔

نظرثانی سے آپ اسے دور کرسکتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک حرف یا ایک نقطہ کی غلطی بھی الجھن پیدا کرسکتی ہے۔ غالب نے کیا خوب کہا ہے:۔

ہم دعا لکھتے رہے اور وہ دغا پڑھتے رہے
ایک نقطے نے ہمیں محرم سے مجرم کر دیا

2۔ اپنی تحریر کو دوبارہ بغور پڑھنے سے آپ کو کوئی نئی بات یا وضاحت یاد آسکتی ہے۔ جس سے مضمون کی افادیت اور تمکنت بڑھ جائے گی۔ اسی طرح بعض غیر ضروری' بوجھل اور تکرار والے جملوں یا لفظوں کی بھی نشاندہی ہو جاتی ہے۔ گویا نظرثانی کے نتیجہ میں مضمون کی نوک پلک درست کرنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ ذیلی سرخیوں اور حوالوں کی پڑتال ہو جاتی ہے اور ان میں کسی قسم کے سقم کا احتمال نہیں رہتا۔

نظرثانی کی مزید تاکید

مضمون نویسی کے بارہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو ایک خاص دسترس اور منفرد ملکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل تھا۔ آپ اس میدان کے شہسوار بلکہ روشن مینار تھے۔ آپ نے بہت عرصہ پہلے فن مضمون نویسی سے متعلق الفضل میں ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جو الفضل نے تیرہ فروری 1992ء کو دوبارہ شائع کیا۔ اس میں نظرثانی کی اہمیت کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب تحریر فرماتے ہیں

"حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) اپنے مضامین کی نظرثانی بھی ضرور فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے مسودات کی عبارت کئی جگہ سے کٹی ہوئی اور بدلی ہوئی نظر آتی تھی اور ایسا نہیں ہوتا تھا کہ بس جو لکھا گیا سو لکھا گیا بلکہ آپ اس غرض سے اور نیز صحت کی غرض سے اپنی کتب کی کاپیاں اور پروف تک بھی خود ملاحظہ فرماتے تھے"۔

ایک تبرک ایک تلقین

متذکرہ مضمون حضرت صاحبزادہ صاحب نے دراصل نوجوانان جماعت کو مضمون نویسی کے آداب و لوازمات بتلانے اور انہیں اس اہم کام کی طرف توجہ دلانے اور تلقین کرنے کی غرض سے تحریر فرمایا تھا۔ آیئے اس مضمون کا ایک اقتباس پڑھتے ہیں جس سے آپ کو حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی قوت بیان' شوکت الفاظ اور انداز تلقین کا بھی اندازہ اور احساس ہو جائے گا۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں:۔

"پس اے عزیزو اور اے دوستو اپنے فرض کو پہچانو اور سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر دین کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہارے قلموں پر فخر کریں۔ قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایا پلٹ دیں"۔

اللہ اللہ! کیا ہی دلوں کو گرما دینے والا طرز بیان ہے اور کیا ہی مبارک ہے وہ ہستی جس کے قلم سحر انگیز سے یہ الفاظ نکلے:۔

نشیب پر نہیں اپنی بلندیوں کی اساس
ازل کے دن سے ہی گردوں وقار ہیں ہم لوگ

(ک) صاف مسودہ کی تیاری

مضمون پر اچھی طرح نظرثانی کرکے اور اصلاح و درستی

کرنے کے بعد لب آپ نے اسے FAIR (خوشخط لکھائی) کرنا ہے۔ آپ کاغذ کی دونوں جانب حاشیہ چھوڑ کر لکھنا شروع کریں لیکن ہر صفحہ کی پشت کو لکھائی سے خالی رکھنا ہے۔ یاد رکھیئے کاغذ کی دونوں اطراف پر لکھنا آداب کتابت و اشاعت کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ ہر صفحے پر صفحہ نمبر ڈالتے جائیں۔ مضمون FAIR کرنے کے بعد آپ اسے جس اخبار یا مجلّہ کو بھیجنا چاہتے ہیں اس کے ایڈیٹر صاحب کے نام الگ کاغذ پر Covering Letter ضرور لکھئے اور انہیں مختصر طور پر موضوع سے متعارف کرائیے۔

باد مخالف سے مت گھبرائیے

آخر پر ایک ضروری بات یہ عرض کرنی ہے کہ عین ممکن ہے کہ فوری طور پر آپ کی تحریریں کسی جریدہ یا اخبار میں جگہ نہ پاسکیں اس سے کبھی بد دل نہیں ہونا کیونکہ معیاری تحریر کا عمل بہت محنت اور مشق کا تقاضہ کرتا ہے۔ آپ کو شائدیہ جان کر حیرت ہو اور حوصلہ افزائی بھی کہ بے شمار ایسے ادیب اور مصنف ہیں جو کچھ عرصہ بعد تو عالمگیر یا نمایاں شہرت سے سرفراز ہوئے لیکن شروع شروع میں ان کی تحریروں اور مضامین کو کوئی پذیرائی نہیں ملی اور ان کی کاوش کو ناقابل اشاعت قرار دیا گیا۔ مثال کے طور پر NO 1 BEST SELLER امریکی کتاب "ROOTS" جو ایلیکس ہیلے (ALEX HALEY) کی آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی افریقی غلاموں کی دلگداز اور لہو رنگ داستان ہے۔ خود اس کتاب کے تقریباً آخر میں مصنف ایلیکس ہیلے نے اپنے ابتدائی مضمون نویسی کے دور کا ذکر کرتے ہوئے اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ (مضمون نویسی کا آغاز کرتے ہوئے) "میں نے ہر شب یعنی ایک ہفتے میں تمام کی تمام سات راتوں کو مضامین لکھ لکھ کر متعدد رسائل کو بھجوائے لیکن ادھر سے جواب میں ان سب مضامین کے ناقابل اشاعت اور نامنظور ہونے کے بلا مبالغہ سینکڑوں خطوط موصول ہوتے رہے اور یہ سلسلہ پورے آٹھ سال تک جاری رہا تب جا کر میرا پہلا مضمون قابل قبول سمجھا گیا"۔ (ROOTSP.708)

پس ابتدائی ناکامیوں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ پھر یہ بھی ہے کہ آپ اپنے مضمون کی نوعیت کے لحاظ سے کسی اخبار یا مجلّہ کا انتخاب کیجئے۔ مثلاً بچوں سے متعلق مضامین عام طور پر بچوں کے رسالہ کو بھیجنے چاہئیں۔ اسی طرح سیاسی مضامین اسی مزاج کے جرائد کو بھجوائے جائیں۔

ایک عجیب بات

اب ایک اور بات سنئے۔ جرم اور سراغرسانی کے موضوع پر بے حد دلچسپ اور حیرت انگیز کہانیاں لکھنے والی برطانوی مصنفہ ایگتھا کرسٹی (AGATHA CHRISTIE- 1890ء-1976ء) عالمی شہرت اور مقام رکھتی ہے اور اس میدان کی ملکہ کہلاتی ہے۔ اس نے اپنی پہلی کہانی

The Mysterious Affair At Styles

(سٹائلز کے مقام پر پراسرار واقعہ) 1916ء میں لکھی تھی لیکن یکے بعد دیگرے چھ پبلشرز نے اسے شائع کرنے سے انکار کردیا۔ آخر چار سال کی ناکامی کے بعد 1920ء میں اس کتاب کو اشاعت کا منہ دیکھنا نصیب ہوا۔ اس عجیب واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مائیکل گلبرٹ حیرت سے لکھتا ہے "وہ کون

بقیہ صفحہ ۳۲ پر

(کلام مکرم چوہدری محمد علی صاحب)

جھگڑے ہیں پھول پھول لڑے ہیں کَلی کَلی
ہوتا ہے ان دنوں یہ تماشا گلی گلی

آیت کی طرح یاد ہے حُفاظِ شہر کو
چہرہ وہ بھولا بھالا وہ باتیں بھلی بھلی

یادش بخیر کتنی حسیں غم کی رات تھی
یہ دو گھڑی کی بات تھی جب تک چلی چلی

بارش ہوئی تو اور بھی جلنے لگے بدن
جو روح تھی پکار اٹھی میں جلی جلی

چہروں کے زرد چاند پڑے ہیں زمین پر
مٹی میں مل رہا ہے یہ سونا ڈلی ڈلی

لیٹے ہوئے ہیں کبر کے سائے زمین پر
دوپہر بھی ہو ظلم کی جیسے ڈھلی ڈھلی

وہ بے نیاز چاہے تو ساری انڈیل دے
یوں جوڑنے کو جوڑے ہے بندہ پلی پلی

سر پہ خیال یار کی چادر کو تان کر
چرچا کیا ہے یار کا گھر گھر گلی گلی

مقتل میں تیغ تیغ ہم نے اذان دی
ہم نے ہی وار وار پکارا علی علی

کیا چاند رات کا اسے مطلق پتہ نہ تھا
اس نے جو اپنی مانگ میں یہ چاندنی ملی

کرتے رہے "جھروکہ درشن" سے گفتگو
بّر جا کے پاس چل کے نہ آئے مہابلی

خوددار، غم شناس، خطاکار بے ہنر
سب جانتے ہیں آپ کو مضطر گلی گلی

نتیجہ مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی اوّل

(مکرم فرید احمد صاحب نوید۔ مہتمم تعلیم)

(عنوان :۔تربیت نو مبایعین طریق اور فوائد)

اوّل	قیصر محمود	دار العلوم جنوبی	ربوہ
دوم	مطلوب انور	دار الیمن شرقی	ربوہ
سوم	انتصار زکی		اسلام آباد
چہارم	جہانگیر احمد سدھو	گلشن پارک	لاہور
پنجم	توقیر احمد آصف	مجلس دار الحمد	فیصل آباد
ششم	رائے اعجاز احمد	وحدت کالونی	لاہور
ہفتم	یحییٰ وسیم قریشی	نارتھ	کراچی
ہشتم	شیخ آدم سعید	اسٹیل ٹاؤن	کراچی
نہم	فرید احمد	دار النور	فیصل آباد
دہم	محمد امجد	دار النصر غربی (منعم)	ربوہ

"حوصلہ افزائی"

۱۔	انعام اللہ بٹ	دار الحمد	لاہور
۲۔	طیب احمد منصور	دار الفضل	فیصل آباد
۳۔	لیاقت علی زاہد	وحدت کالونی	لاہور
۴۔	محمد منور خان	رحمان پورہ	لاہور
۵۔	طہٰ عطاء الخبیر	راجگڑھ	لاہور
۶۔	عبد السمیع شاد	گلشن پارک مغل پورہ لاہور	
۷۔	مسعود احمد	لطیف آباد	حیدر آباد
۸۔	منور اللہ قمر		راجن پور
۹۔	عبد الشکور		راجن پور
۱۰۔	شیخ عطاء الرحمان طارق		النور کراچی
۱۱۔	عدیل احمد نعیم	نارتھ	کراچی
۱۲۔	محمد اصغر غوری	نارتھ	کراچی
۱۳۔	عارف احمد طاہر	ملیر کینٹ	کراچی

پہلی قسط

سود

اے مومنو سود مت کھاؤ

(مقالہ نگار مکرم چوہدری رشید الدین صاحب۔ مربی سلسلہ)

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سود کے بغیر کوئی ترقی ممکن نہیں اور سود کے نظام کو مٹانا بہت مشکل نظر آرہا ہے لیکن اسلام نے نہ صرف سود کے نظام کو پسند نہیں کیا بلکہ بڑے سخت الفاظ میں اس سے منع کیا ہے اس کے مقابل پر اسلام ایک ایسے نظام کو پیش کرتا ہے جس کی بنیاد سود خوری کے ذریعہ غریبوں کا خون چوسنے کی بجائے غرباء اور مساکین کا خیال رکھنے صدقہ و خیرات کرنے باہمی ہمدردی اور دوسروں کیلئے قربانی دینے پر ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لاتاکلوا الربو اضعافا مضاعفه(ال عمران : 131)

یعنی اے مومنو سود جو کہ رقم کو بہت بڑھا دیتا ہے مت کھاؤ۔

اور سورہ بقرہ میں فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اتقواللّٰہ و ذروامابقی من الربو اِن کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنو بحرب من اللّٰہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموا لکم لا تظلمون ولا تظلمون۔ (البقرہ 279-280)

اس آیت میں ان لوگوں کو انتباہ کیا گیا ہے جو سود کو نہیں چھوڑتے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کیلئے تیار ہو جائیں۔

اسلام کے معاشی نظام کو قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ سود کی لعنت کو ختم کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ سود یا ربوٰ سے کیا مراد ہے۔ ربوٰ کے لغوی معنی بڑھوتی، نمو یا زیادتی کے ہیں لیکن ہر زیادتی کو ربوٰ نہیں کہا جاتا اور نہ ہر زیادتی حرام ہے بلکہ ربوٰ سے مراد راس المال پر وہ زیادتی ہے جو کہ پہلے سے متعین کر لی گئی ہو۔ ربوٰ کی تعریف یہ ہے :

فضل مال بلاعوض فی معاوضة مال بمال۔

سود قریباً ہر زمانہ میں موجود رہا ہے۔ اسلام سے پہلے عرب میں سود خوری کا بہت رواج تھا۔ اس وقت اسکی مختلف شکلیں رائج تھیں۔ چنانچہ قتادہ نے کہا ہے کہ جاہلیت کا ربوٰ یہ تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کے پاس کوئی چیز فروخت کرتا اور قیمت ادا کرنے کیلئے اسے ایک مقررہ مدت تک مہلت دیتا اگر وہ مدت گزر جاتی اور قیمت ادا نہ ہوتی تو وہ مزید مہلت دے کر قیمت میں اضافہ کر دیتا۔

مجاہد کہتے ہیں کہ جاہلیت کا ربوٰ یہ تھا کہ ایک شخص کسی سے قرض لیتا اور کہتا کہ اگر تو مجھے اتنی مہلت دے تو میں اتنا زیادہ دوں گا۔ (ابن جریر جلد سوم صفحہ 62)

امام مالک نے جاہلیت کے ربوٰ کی یہ شکل بتائی ہے کہ ایک شخص دوسرے کو مدت معینہ کے لئے قرض دیتا اور جب وہ مدت ختم ہو جاتی تو قرض دہندہ قرض دار سے کہتا کہ قرض ادا کرو یا پھر اس کی مقدار میں اضافہ کرو۔

ابو بکر جصاص کی تحقیق یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب لوگ ایک دوسرے سے قرض لیتے تو باہم یہ طے کر لیتے کہ اتنی مدت میں

اتنی رقم راس المال سے زیادہ ادا کی جائے گی (احکام القران جلد اوّل)

امام رازی نے ایام جاہلیت میں ربوٰ کی ایک اور صورت بھی بتائی ہے کہ ایک شخص دوسرے کو ایک معین عرصہ کیلئے قرض دیتا اور اس سے ماہ بماہ ایک مقررہ رقم بطور سود وصول کرتا اور جب وہ مدت گزر جاتی تو اس سے قرض کا مطالبہ کرتا اگر وہ ادا نہ کر سکتا تو اسے مزید مہلت دیکر سود میں اضافہ کر دیتا۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 351)

احادیث میں بھی سود کا ذکر ملتا ہے چنانچہ لکھا ہے۔

ہر وہ قرض جس سے نفع اٹھایا جائے سود ہے۔

بیع اور سود میں فرق

بیع یہ ہے کہ ایک شخص ایک چیز فروخت کرنے کیلئے پیش کرتا ہے اور خریدار (مشتری) اور فروخت کرنے والا (بائع) کے درمیان اس چیز کی ایک قیمت قرار پا جاتی ہے پھر خریدار مقررہ قیمت ادا کر کے وہ چیز فروخت کرنے والے سے لے لیتا ہے۔ خریدنے والے نے قیمت دی اور بیچنے والے نے اس کے معاوضہ میں اسے چیز دی۔ وہ چیز یا تو بائع نے خود محنت کر کے یا اس پر اپنا مال خرچ کر کے بنائی ہوئی ہوتی ہے (جیسے میز اور کرسیاں وغیرہ) یا وہ اسے کسی دوسرے شخص سے خرید کر لایا ہوتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں وہ راس المال پر اپنے حق المحنت کا اضافہ کرتا ہے اور یہ اسکا منافع ہے۔ ربوٰ یا سود یہ ہے کہ ایک شخص اپنا راس المال روپیہ یا سونے چاندی وغیرہ کی شکل میں کسی دوسرے کو دیتا ہے اور یہ شرط کر لیتا ہے کہ میں اتنی مدت میں اتنی رقم تم سے راس المال سے زائد لوں گا۔ اب یہاں راس المال کے مقابلہ میں راس المال ہے اور وقت کے مقابلہ میں وہ زائد رقم ہے جس کی تعیین پہلے سے کر لی جاتی ہے۔ یہ زائد رقم کسی خاص مال یا شے یا محنت کا معاوضہ نہیں بلکہ محض وقت یا مہلت کا معاوضہ ہے۔

چنانچہ بیع اور سود میں اصولی فرق یہ ہے کہ بیع میں انسان کسی شے پر اپنی محنت اور ذہانت صرف کرتا ہے اور اس کا فائدہ اٹھالیتا ہے لیکن سودی کاروبار میں ایک شخص اپنا مال دیکر بغیر کسی محنت و مشقت اور ذہانت صرف کرنے کے اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔ دوسرے بیع میں بائع کسی چیز پر خواہ زائد منافع ہی لے لیکن ایک دفعہ لیتا ہے۔ لیکن سود کے معاملہ میں رقم دینے والا اپنے مال پر مسلسل منافع وصول کرتا رہتا ہے اور مدت کے ساتھ ساتھ اس کا منافع بڑھتا چلا جاتا ہے پھر خرید و فروخت میں ایک خریدار کوئی شے لیکر اس کی قیمت ادا کرتا ہے اس کے بعد اسے کوئی اور چیز نہیں دینی پڑتی لیکن سود میں قرض لینے والا ایک رقم قرض لیتا ہے پھر کچھ مدت کے بعد اتنی رقم واپس کر دیتا ہے لیکن اس کے علاوہ ایک زائد رقم بھی (بطور سود) ادا کرتا ہے۔ پھر بیع اور ربوٰ میں ایک بہت بڑا فرق یہ ہے کہ ربوٰ میں راس المال محفوظ رہتا ہے اور اس پر ایک معین اضافہ ہوتا ہے لیکن بیع میں نفع غیر معین ہوتا ہے۔ کم و بیش ہوتا رہتا ہے اور بعض اوقات کوئی نفع نہیں ہوتا۔ راس المال بھی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

گلدستہ معلومات

(مرتبہ: مکرم فخر الحق صاحب شمس نائب مدیر خالد)

موبائل فون کے فوائد و نقصانات

موبائل فون کے مضر اثرات سے متعلق ایک حالیہ مطالعے سے یہ نتیجہ سامنے آیا کہ موبائل فون کا استعمال یادداشت کو نقصان نہیں پہنچاتا، تاہم اس سے دماغ کا ایک خاص حصہ گرم ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں رد عمل دینے میں کچھ تیزی آجاتی ہے۔ گو کہ اس تبدیلی کی وجہ معلوم کرنے کے لئے مزید تحقیق کی ضرورت ہے تاہم برسٹل یونیورسٹی کی اسٹڈی کے مطابق موبائل فون کے استعمال سے دماغ میں درجہ حرارت بڑھنے کی وجہ مائیکروویو لہریں ہیں اور جس کے صحت پر دور رس اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

انسانی جسم عام حالات میں حرارت کا سامنا کرنے پر ایک خاص قسم کے پروٹین پیدا کرتا ہے لیکن ابھی انسانی دماغ پر ان پروٹین کے لمبی مدت کے اثرات کا پتا نہیں چل سکا ہے۔ اس سلسلے میں انٹرنیشنل جرنل آف ریڈی ایشین بیالوجی میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق فی الحال ان اخباری اطلاعات کا کوئی ثبوت نہیں کہ موبائل فون کے استعمال سے یادداشت خصوصاً فوری نوعیت کی یادداشت متاثر ہوتی ہے۔ رپورٹ میں 36 افراد پر تجربے کے نتائج بتائے گئے ہیں۔ ان افراد کے دماغ پر موبائل فون کی مائیکروویو سے ملتی جلتی ریڈی ایشن نصف گھنٹے تک برسائی گئی۔ اس دوران موبائل فون کو ان کے بائیں کان کے اس حصے کے ساتھ لگایا گیا تھا جو زبان کو کنٹرول کرتا ہے۔ ان افراد کو کمپیوٹر کی اسکرین پر تصاویر اور الفاظ دکھائے گئے اور اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ یہ افراد ان الفاظ کو کتنا اچھا دہرا پاتے ہیں۔ نتائج سے پتہ چلا کہ دہرانے کی صلاحیت پر کوئی اثر نہیں پڑا خواہ موبائل فون "آن" ہو یا "آف"۔ اسی طرح ان کی توجہ یا آگہی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ تاہم تجربہ کے دوران معمولی سی تبدیلی یہ دیکھی گئی کہ ان افراد میں ردِ عمل نسبتاً تیز ہو گیا۔ اسکرین پر "ہاں" یا "نہیں" کے الفاظ ظاہر ہونے پر ان افراد کو ردِ عمل کے طور پر اس سے ملتا جلتا بٹن دبانا تھا، جب موبائل فون "آن" ہوتا تھا تو اس دوران ردِ عمل میں چار فیصد بہتری پائی گئی۔ اگرچہ کہ یہ ایک معمولی سی تبدیلی ہے۔

ایسا ہی ایک مشاہدہ ڈیجیٹل سگنلز کے ساتھ بھی دیکھا گیا وہ اتنا اہم نہیں کیونکہ اس منصوبے کے سربراہ لان پریسی کا کہنا ہے کہ موبائل فون کے استعمال سے ظاہر ہونے والی حرارت "نہایت معمولی" تھی تاہم مزید تجربات کی ضرورت ہے۔ ان کی ٹیم مائیکروویو کے دوران فون پر اثرات اور حرارت کی وجہ معلوم کرنے کے لئے پہلے ہی کام کا آغاز کر چکی ہے۔

"حرارت" کے اثرات سے متعلق ان کا خیال متنازع ہے۔ جیسا کہ ٹیلی فون فرمز کہتی ہیں کہ موبائل فون سے مائیکروویو اتنی طاقت سے نہیں نکلتیں کہ وہ اس طرح کے اثرات مرتب کر سکیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر حرارت پیدا ہوتی بھی ہے تو کچھ دیگر میکنزم بھی کام کر رہے ہوتے ہیں۔

دراصل اس تحقیق کا آغاز لوگوں کے مابین خوف کے پیش نظر کیا گیا کہ موبائل فون کے استعمال سے ذہنی دباؤ، یادداشت کی گمشدگی حتی کہ کینسر تک ہو سکتا ہے۔ لیکن تجربے میں شامل افراد یہ نہیں جانتے تھے کہ فون "آن" ہے یا "آف" اور یہ کہ اس سے اینا لاگ یا ڈیجیٹل اشارے جاری ہونگے۔ ڈاکٹر پریسی اور ان کے ساتھیوں کا

اندازہ ہے کہ سگنلز انگر گائیرس پر اثر ڈالتے ہوں گے۔

یہ دماغ کا وہ حصہ ہے جو دیکھنے اور بولنے کے مراکز کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے اور یہ تقریباً اسی جگہ واقع ہوتا ہے جہاں موبائیل فون کان سے لگایا جاتا ہے۔ ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس طرح کے اثرات معمولی نوعیت کی حرارت کے مستقل پیدا ہونے سے واقع ہو سکتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان اثرات کا حرارت پیدا ہونے سے کوئی تعلق نہ ہو تاہم اس کا انحصار پاور پر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مائیکروویو کے اثر کا انحصار انگر گائیرس کے ذریعے الیکٹرک سگنلز کے بہاؤ کی اسپیڈ پر ہے لیکن یہ بات واضح نہیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اگرچہ موبائیل ٹیلی فون کے اثرات تباہ کن ہیں تاہم موبائل فون کے مخالفین ان اثرات کو بھی اپنی مہم کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ موبائل فون کے جہاں فائدے ہیں وہاں اس کے نقصانات بھی اتنے ہی ممکن ہیں۔

اس بات کا پتا نیشنل فزیکل لیبارٹری کی نئی سائنسی تحقیق سے چلا ہے، جس کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی۔ دماغ کو مائیکروویو کے مضر اثرات سے بچانے کے لئے "ہیڈ فری" سیٹ بہترین ہے۔ جسے ایک بیلٹ کے ذریعے پہنا جائے تو اس سے دماغ کا 94 فیصد حصہ بالکل محفوظ رہتا ہے۔ تاہم جسم کے دیگر حصوں کو مائیکروویو سے خطرہ بہر حال رہے گا۔

دنیا کے گرد نان اسٹاپ چکر

مختلف وقتوں میں اب تک دنیا کے گرد کئی چکر لگائے جا چکے ہیں۔ لیکن ان کے دوران کہیں کہیں رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ اس کا اندازہ آپ کو کم ہی ہے۔ مثلاً راستے میں ایندھن کا ختم ہو جانا یا کسی قسم کی مشینی خرابی کی وجہ سے سفر میں وقفہ پیدا ہو جانا یا پھر کوئی فضائی، سماوی یا زمینی آفت کا رستہ روک لینا۔ اس طرح کے بیسیوں ازچنوں سے تو آپ شاید واقف ہیں لیکن آج جس چکر کے بارے میں ہم آپ کو بتانے والے ہیں وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے انوکھا ہے۔

کیلی فورنیا کے دو پائلٹوں، پہلے دو انسانوں کی حیثیت سے کہیں رکے بغیر یعنی نان اسٹاپ دنیا کے گرد چکر لگانے کے لئے موجیو صحرا (Mojave Desert) سے اپنی پرواز کا آغاز کیا۔ اس سفر کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ ان پائلٹوں کو ایندھن وغیرہ لینے کے لئے راستے میں کہیں رکنا نہیں پڑا۔ یہ سفر بارہ دن انیس گھنٹے اور بیس منٹ پر محیط تھا۔

جن پائلٹوں نے اس مہم میں حصہ لیا ان میں سے ایک سابقہ فائٹر پائلیٹ جبکہ دوسرا انجینئر اور ریس پائلیٹ تھا۔ جہاز کو فائٹر پائلٹ کے بھائی نے ڈیزائن کیا اور اس کا نام Voyagar رکھا۔ دوران پرواز استعمال ہونے کے لئے ایندھن جہاز کے مختلف بند خانوں میں محفوظ کر دیا گیا۔ جہاز کو کچھ اس طرح ڈیزائن کیا گیا تھا کہ یہ اپنے وزن سے تین گنا زائد ایندھن اپنے ساتھ لے جا سکتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ کاربن فائبر (Carbon Fiber) اور گوندار چپکواں مادے سے بہت مضبوط بنا ہوا تھا اور اس میں دھات کا استعمال سوائے نٹ بولٹ کے کسی اور شکل میں نہیں کیا گیا تھا۔ اس میں دو انتہائی طاقتور انجن لگے ہوئے تھے۔

پرواز کے دوران پائلٹوں کا سب سے اہم کام جہاز کے ایندھن والی مرکزی ٹینکی میں ایندھن کی مقدار میں کمی بیشی کا جائزہ لینا تھا اور جہاز کو مسلسل تیرہ دن تک، دن رات، محو پرواز رکھنا تھا۔ پوری پرواز کے دوران جہاز کے توازن کا درست رہنا بھی اشد ضروری تھا۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ جہاز میں ایندھن اتنا زیادہ بھر اگیا تھا کہ طے شدہ پرواز کے بعد بھی 25 سے 35 گھنٹے کی پرواز آسانی سے ہو سکتی تھی۔ اگر جہاز کسی طوفان سے دوچار ہو جاتا تو یہ فالتو ایندھن اس صورت میں آسانی سے کام آسکتا تھا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ وائجر کو ایسے کسی طوفان کا سامنا نہ کرنا پڑا اور اس کی پرواز بے خلل رہی۔ وائجر نے منظم فضائی راستوں پر پرواز کی یعنی جزیرہ ہوائی کے جنوب، شمالی آسٹریلیا کے پار اور جنوبی بحر ہند کے اوپر۔ مشرقی افریقہ کے ساحل

سے گزرنے کے بعد یہ جہاز اپنے مقام پرواز کے بالکل سامنے پہنچ گیا۔
زمین سے اوپر پرواز کے دوران اس جہاز (Voyager) کا رابطہ ایک دوسرے جہاز کے ساتھ ہوتا تھا جو اس کی حرکات کا مشاہدہ کرتا تھا۔ سطح آب یا سمندر پر پرواز کے دوران اس کا رابطہ کسی جہاز سے نہیں ہوتا تھا۔ پرواز کے دوران Voyager کا 94 سے 98 فیصد وقت سمندر پر گزرا۔

یہ تو تھیں جہاز کے متعلق باتیں اب ذرا پائلٹوں کے بارے میں بھی پڑھ لیجئے۔ پائلٹوں کو پرواز کے دوران اپنے کام میں سخت محتاط رہنا پڑتا تھا۔ جہاز کا کاک پٹ سائز میں تقریباً ایک میٹر چورانوے سینٹی میٹر اونچا اور دو اعشاریہ پانچ میٹر لمبا تھا پائلٹ باری باری جہاز کو چلاتے تھے یعنی اگر ایک تھک جاتا تو دوسرا شروع ہو جاتا تھا جو پائلٹ اپنی ڈیوٹی پوری کر لیتا وہ پائلٹ کی سیٹ کے پیچھے لیٹ جاتا۔ یہاں جگہ کی کمی اور پچھلے انجن کے شور کے سبب نیند میں خلل پیدا ہوتا تھا۔ پائلٹ سو تو نہیں سکتا تھا۔ البتہ اپنی کمر سیدھی کر لیتا تھا جہاز میں شور اس قدر زیادہ تھا کہ دونوں پائلٹ ایک دوسرے سے رابطہ رکھنے کے لئے ہیڈ فون اور مائیکروفون وغیرہ استعمال کرتے تھے۔

اگرچہ جہاز کا پچھلا انجن کچھ رکاوٹیں پیدا کرتا تھا لیکن اس سے فائدہ بھی اٹھایا گیا، یعنی انجن کی حرارت کو کاک پٹ گرم رکھنے اور کھانا وغیرہ گرم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ پائلٹوں کے کھانے میں دلیہ اور پروٹین والی غذائیں مثلاً مچھلی وغیرہ شامل تھیں۔ پائلٹوں کا فضلہ جہاز کے پروں میں لگے ہوئے تھیلوں میں جمع ہوتا تھا۔

اس طرح دنیا کے گرد یہ نان اسٹاپ چکر ہر قسم کی رکاوٹ سے مبرا رہا کیونکہ پرواز ایندھن کے ختم ہونے کے علاوہ ہر قسم کی ممکن خرابیوں کو مدنظر رکھ کر اس مہم کا آغاز کیا گیا تھا۔

کائنات کے پانچ سیارے ایک قطار میں

مختلف ذرائع کی معلومات کے مطابق آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ نظام شمسی میں موجود ۹ سیاروں میں سے ۵ سیارے بشمول زمین کے ۵ مئی ۲۰۰۰ء کو ایک قطار میں صف آرا ہو جائیں گے لیکن یہ حقیقت ہے۔ دراصل سیارے جن میں مرکری وینس مارس، جوپیٹر اور سیٹرن شامل ہیں سورج کے ساتھ ۲۵ ڈگری کے زاویے پر ایک دوسرے سے ایک ہی خط میں صف آرا ہوں گے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ سورج کا بھی اس صف میں شامل ہو جانا دیکھنے والوں کے لئے اس عظیم نظارے کو زیادہ بھرپور نہ بنا سکے گا۔

تاہم اس انوکھی صف آرائی سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ قطار بند ہونے والے سیاروں کا مجموعی ثقلی اثر سورج کے ثقلی اثر کے باعث ماند پڑ جائے گا۔ اگر اجسام کی کمیتیں، کثافتیں کم ہوں تو ان کے درمیان کشش ثقل کی قوت بھی نسبتاً کمزور ہوتی ہے۔ وہ تمام سیارے جو اگلی صدی میں صف بستہ ہونے والے ہیں اپنی مجموعی کمیت میں سورج سے کہیں زیادہ کم ہیں۔ ایک تحقیقی رپورٹ کی رو سے مذکورہ پانچوں سیارے مجموعی طور پر جس ثقلی اثر کا باعث بن سکتے ہیں اس کی مقدار سورج کے ثقلی اثر کا صرف 0.00003 واں حصہ ہوگی۔

درحقیقت جنوری ۲۰۰۰ء میں جب زمین سورج سے نسبتاً کم فاصلے پر ہوگی اس وقت وہ قوت جس کے ذریعے سورج زمین کو اپنی جانب کھینچ رہا ہوگا (معمول کی بات ہے) وہ اس قوت سے کہیں زیادہ ہوگی جو پانچ سیارے بشمول سورج کے مل کر زمین پر ۵ مئی ۲۰۰۰ء کو لگا رہے ہوں گے۔

سیاروں کی اس صف بندی سے جوار بھاٹا (سمندری مدوجزر) کی صورت حال بھی قطعاً فکر انگیز نہیں۔ اس حقیقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بوئنگ ۷۴۷ طیارہ ۳۰۰۰۰ فٹ کی بلندی پر پرواز کرتے ہوئے اس ضمن میں شاید اثر انداز ہو لیکن سیاروں کی قطار بندی کسی قسم کے سمندری خلفشار کا باعث ہرگز نہ بن سکے گی۔ سب سے تقویت آمیز خبر ہمارے لئے یہ ہے کہ اس قسم کی صف بندی ۳۱ جنوری ۱۹۶۲ء میں بھی نظام شمسی میں وقوع پذیر

ہو چکی ہے جس میں ان ہی پانچ سیاروں نے حصہ لیا تھا اور اس وقت بھی زمین کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا تھا۔

بلیک ہول

ہماری کہکشاں کے مرکز میں "بلیک ہول" فلکیات دانوں کی توقع سے کہیں چھوٹا ہے کیونکہ حال میں نیو جنوبی ویلز میں موجود اینگلو آسٹریلین ٹیلی سکوپ کی مدد سے زیر سرخ (Infrared) شعاعوں کے ذریعے نیا مشاہدہ اس کی تصدیق کرتا ہے۔ سورج سے لاکھوں گنا کمیت رکھنے کے باوجود اس کا وزن ایک سو سورجوں کی کمیت کے برابر ہے۔

فلکیات دانوں کو زیریں سرخ شعاعوں کے جھنڈ IRS16 کے اخراج کا بھی پتا چلا جو SgrA کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔

انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ یہ بلیک ہول کے اطراف ستاروں کے جھرمٹ کی کثافت ہی ہے۔ تمام مشاہدات مربوط ثابت ہوئے۔ لیکن نئے مشاہدات نے سادہ تصویر کو ختم کر دیا۔ اینگلو آسٹریلین رصدگاہ کے ڈیوڈ ایلن اور نیدرلینڈ میں موجود کپسیان انسٹی ٹیوٹ کے رابرٹ سینڈرز نے اینگلو آسٹریلین ٹیلی سکوپ میں زیر سرخ طول موج (Infrared Wave Length) کی مدد سے کہکشانی مرکز کا بغور مطالعہ کیا اور اس کا قدرے بہتر نقشہ بنایا۔ پھر انہوں نے اس نئے زیر سرخ نقشے (Infrared Map) کا مقابلہ نیو میکسیکو میں بہت بڑی ریڈیو ٹیلی سکوپ کے ذریعے بنائے گئے ریڈیو نقشے (Radio Map) سے کیا۔ اس جائزے سے پتہ چلا کہ ریڈیو ماخذ SgrA کی IRS16 سے کسی قسم کی مطابقت نہیں ہے۔

نئے مشاہدات سے بلیک ہول کی صحیح صحیح کمیت کا پتہ نہیں چلتا لیکن ایلن اور سینڈرز کا خیال ہے کہ نظریاتی وجوہات کی بنا پر اسے بہت ہی کم ہونا چاہئے۔ اگر کہکشاں کے مرکز میں ہزاروں شمسی اجسام (اپنے اردگرد) رکھنے والا بلیک ہول رکھ دیا جائے تو اس کی کشش ثقل اتنی زیادہ ہو جائے گی کہ یہ تیزی سے بہت سارے ستاروں کو اپنے اندر جذب کرلے گا اور اس کی کمیت لاکھوں شمسی اجسام تک پہنچ جائے گی۔ کیونکہ نئے نتائج بتاتے ہیں کہ ہماری کہکشاں میں اس جیسے واقعات نہیں ہوتے لہذا وہاں بلیک ہول کو ہزاروں شمسی اجسام سے کم وزنی ہونا چاہئے۔ شاید ہمارے ایک سو سورج جتنا وزنی۔

اس جیسے بلیک ہول کو اسار Quasar اور دوسری موثر کہکشاؤں (Acticve Galaxies) کے مقابلے میں بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ کیونکہ کہکشاؤں کے دوسرے حصوں میں پائے جانے والے بلیک ہولوں سے یہ صرف ۵ سے ۱۰ گنا بڑا ہے۔

دراصل یہ اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب ستارے سپرنوا دھماکے کی طرح پھٹتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ کہکشاؤں کا مرکزی بلیک ہول پھٹنے والے ستارے کے قلب (Core) سے وجود میں آیا ہو۔ اب یہ نتیجہ نکلا کہ ہماری کہکشاں کا بنیادی بلیک ہول دوسری موثر کہکشاؤں اور کواسار کے بھاری بھر کم بلیک ہولوں سے مختلف ہے۔ ان کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کثیف ترین گیس سے ان دیو پیکر بادلوں کے عین درمیان میں تشکیل پاتے ہیں جو باہم مدغم ہو کر کہکشاں بناتے ہیں۔

الیکٹرانک آلات کے مضر اثرات

ہیمبرگ (جرمنی) کے کچھ سائنس دانوں نے "انکشاف" کیا ہے کہ ٹیلیویژن، وی سی آر، کئی گھنٹے مسلسل استعمال میں رہیں تو ان سے ایک ایسی خطرناک گیس خارج ہونے لگتی ہے۔ جس سے سرطان کی بیماری پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ ماحولیاتی تحفظ کے ادارے کے تحت ہونے والی ایک حالیہ تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی کمرے میں ٹیلی ویژن تین دن مسلسل کھلا رہے تو کمرے کی فضا میں اتنی گیس جمع ہو جاتی ہے جو کسی بھی مصروف چوک میں ٹریفک کے دھوئیں سے پیدا ہونے والی آلودگی کے برابر ہوتی ہے۔ ایک اور تحقیق میں یہ بات

سامنے آئی ہے کہ ٹی وی، کمپیوٹر، ویڈیو اور فون میں بعض ایسے کیمیائی مادے موجود ہیں جو بچوں کے ذہنوں پر مضر اثرات مرتب کر سکتے ہیں نہ صرف مضر اثرات مرتب کر سکتے ہیں بلکہ یہ جراثیم ماں کے دودھ میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے ایک مبصر کا کہنا ہے کہ ان کیمیائی مادوں کا خاتمہ ضروری ہے کیونکہ یہ شعبہ تجارت اور صنعت کیلئے بھی پریشانی کا باعث بن سکتے ہیں۔ حالانکہ حال ہی میں یہ تجویز مسترد کر دی گئی کہ ان مادوں کی وجہ سے سنگین خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ ان کیمیائی مادوں میں پلاسٹک بھی شامل ہے جو کہ بہت ساری گھریلو اور دفتری اشیاء میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ سرکٹ بورڈز، تارپوش اور ٹیکسٹائلز میں بھی اس کا استعمال عام ہے۔ اسکے علاوہ یہ کیمیائی مادے اکثر ماحول میں اس وقت شامل ہو جاتے ہیں جب فاضل سامان کو پھینک دیا جائے اور وہ مٹی ہوا اور پانی کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہے۔ پھر یہ فصلوں اور مویشیوں کے ذریعے غذائی اجناس میں بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

ان آلودہ اور مضر اجزاء کا اخراج اس وقت تیزی سے ہونے لگتا ہے کہ جب کمپیوٹر، ویڈیو یا ٹی وی کا استعمال حد سے زیادہ کیا جائے اور وہ شدید گرم ہو جائیں۔ حتیٰ کہ یہ کیمیائی مادے اردگرد موجود گرد تک میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اس ضمن میں برطانیہ نے عالمی سطح پر ایک مہم شروع کی ہے (جس کے لئے باقاعدہ فنڈ بھی اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ تاکہ روئے زمین پر موجود افراد کو اس عتاب سے بچایا جا سکے۔ سویڈن میں پہلے ہی اس مہم کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے اور بقیہ یورپ پر بھی عوام کی طرف سے ان کیمیائی مادوں کے خاتمے کے لئے دباؤ بڑھ رہا ہے لیکن اس مہم کی مخالفت کرنے والوں کی تعداد بھی کم نہیں کیونکہ ان کیمیائی مادوں کی تیاری میں شامل افراد کی بھی ایک لمبی فہرست موجود ہے۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے حال ہی میں ایک جامع اور اعلیٰ پیمانے کی تکنیکی رپورٹ پیش کی ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ کیمیائی مادے انسانی صحت کے لئے انتہائی مضر ہیں اور ان کا استعمال کم از کم وہاں نہیں ہونا چاہئے جہاں ان کے لئے مناسب متبادل موجود ہو۔

اس رپورٹ میں تجویز کیا گیا ہے کہ ان مرکبات کو اکٹھا ہونے سے روکا جائے تاکہ مضر مخفی اثرات سے ہر ممکن بچاؤ کی کوشش کی جائے اور ماحول کی آلودگی سے محفوظ کیا جا سکے۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کیمیائی مادوں سے دماغ پر مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ جب چوہوں پر ان کیمیائی مادوں کا عمل کیا گیا تو وہ نہ صرف مکمل طور پر ان کی یادداشت اور طرز عمل پر اثرانداز ہوئے بلکہ ان کے تھنوں میں جاری ہونے والے دودھ میں بھی شامل ہو گئے کیونکہ جب حاملہ چوہیوں نے ان کیمیائی مادوں کا اثر قبول کیا تو یہ مضر مادے ان کے دماغ کے ساتھ ساتھ ان کے پیدا ہونے والے بچوں کے اذہان پر بھی اثرانداز ہو گئے۔ اس کے علاوہ یہ کیمیائی مادے ان کے تھائیرائیڈ ہارمونز اور ان کے ماحول پر بھی بری طرح اثرانداز ہوئے۔ اسی تحقیق کے پیش نظر ایک سویڈش کیمیکل انسپکٹر نے بھی تجویز پیش کی کہ کم از کم کچھ عرصے کے لئے (تقریباً پانچ سالوں کے لئے) ان کیمیائی مادوں سے تیار ہونے والی اشیاء کی تیاری اور استعمال پر پابندی عائد ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر مائیکل وریسٹ جو کہ ان مضر صحت کیمیائی مادوں سے بچاؤ کی مہم پر کام کر رہے ہیں نے برطانوی حکومت سے سفارش کی ہے کہ وہ اس بات کا عہد کرے کہ ان کیمیائی مادوں کے خاتمے اور نعم البدل کے لئے مربوط کوششیں کرے گی۔ جبکہ اسی ضمن میں ایک مبصر خاتون کا کہنا ہے کہ فی الحال ہمیں کوئی ایسی شہادت نہیں ملی کہ جس سے اس بات کا اندازہ ہو کہ یہ کیمیائی مادے مضر صحت یا شدید خطرے کا باعث ہیں۔ اور اگر ان سے کوئی خطرہ لاحق بھی ہے تو وہ اتنا شدید نہیں کہ اس سے اس قدر خوفزدہ ہوا جائے۔

دانتوں کی صفائی اور علاج

منہ کا معائنہ اپنے گھر میں شیشے میں دیکھ کر خود کرتے رہنا چاہئے تاکہ بیماری کی ابتدائی علامات کے ظاہر ہوتے ہی کسی قریبی کوالیفائیڈ ڈینٹل سرجن سے علاج شروع کروادیا جائے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ دانتوں کی بیماری جب ابتدائی مراحل سے آگے بڑھ جاتی ہے تو اکثر پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور دانت کھونا پڑتا ہے۔ اگر آپ اپنے دانتوں میں کیڑا یا کالا نشان لگا ہوا دیکھیں تو فوری طور پر اس کی حسب ضرورت صفائی یا بھرائی کرالیں۔

مسوڑھوں کی بیماری کا تعلق براہ راست صفائی سے ہے۔ مسوڑھوں کی اپنی جگہ بڑی اہمیت ہے' ان کے اندر جبڑے کی ہڈی ہوتی ہے جو دانت کو مضبوطی سے جکڑے رکھتی ہے اور اگر بروقت احتیاط نہ کی جائے تو دانتوں اور مسوڑھوں کے درمیان مسلسل جمنے والے پلاک کی وجہ سے ان میں جراثیم کی افزائش ہو سکتی ہے۔ جب کہ سوزش کی وجہ سے گلابی مسوڑھے سوج کر سرخ ہو جائیں گے اور ان سے خون رسنا شروع ہو جائے گا جو پائیریا کے مرض کی علامت ہے۔ پھر مسوڑھوں میں خلا (Pocket) پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد ہڈی گلنا شروع ہو جاتی ہے اور لوہے جیسے مضبوط دانت جھولنا شروع ہو جاتے ہیں جو یا تو کچھ عرصے بعد گر جاتے ہیں یا تکلیف کی وجہ سے نکلوانا پڑتے ہیں۔

بچوں میں چھ اور سات سال کی عمر کے درمیان دودھ کے دانت ٹوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور زندگی بھر رہنے والے پکے دانت نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اگر دودھ کا دانت گر جائے تو دوسرا پکا دانت آسکتا ہے۔ لیکن اگر پکا دانت ٹوٹ گیا یا نکل گیا تو پھر کبھی نہیں آئے گا۔ اور دودھ کے دانت کی بھی گرنے اور نکلنے کی جو قدرتی عمر ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آنی چاہئے۔ مثلاً اگر دودھ کا دانت وقت سے پہلے خراب ہو گا جو بچے اکثر ٹافیاں چاکلیٹ مٹھایاں اور چونگم وغیرہ کھا کر خراب کر دیتے ہیں تو جو دانت اس کے پیچھے آتے ہیں وہ اپنا راستہ بھول جاتے ہیں۔ اور الٹے سیدھے طریقے سے نکلنا شروع ہو جاتے ہیں اور دودھ کے دانت اگر وقت کے بعد ٹوٹیں اور پکے دانت وقت سے پہلے آجائیں تو بھی ٹیڑھے ترچھے نکلیں گے کیونکہ ان کو راستہ نہیں ملے گا۔ لہذا اگر ایسی کوئی نوبت آئے اور والدین دیکھیں کہ کچے دانت ہوتے ہوئے پکا دانت نکلنا شروع ہو رہا ہے۔ تو فوراً ڈاکٹر سے رجوع کریں اور کچا دانت نکلوادیں تاکہ پکا دانت اپنی صحیح جگہ پر نکلے۔

بچوں کے دودھ کے دانتوں میں ہونے والا چھوٹا سا سوراخ بھی بھر والینا چاہئے کیونکہ دانتوں میں کیڑا لگنے کی اہم وجہ جراثیم ہیں اور کیڑا لگا دانت نہ بھروایا جائے تو پکا دانت نکلتے ہی اسے بھی کیڑا لگ سکتا ہے۔

ٹیڑھے ترچھے اور بہت زیادہ باہر کو نکلے ہوئے دانتوں کی وجہ سے بہت سی مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ان میں کھانے پینے کے ذرات زیادہ پھنسیں گے۔ برش اچھی طرح نہیں ہو سکے گا اور جب صفائی صحیح نہیں ہو پائے گی تو کیڑا لگنے اور مسوڑھوں کے امراض کے امکانات بھی زیادہ بڑھ جائیں گے اس لئے اپنے ڈینٹل سرجن کے مشورے سے ٹیڑے ترچھے دانت صحیح کروانے کے لئے بروقت بریسیز لگوائیں۔

پان چھالیا وغیرہ ہرگز نہ کھائیں اور اگر کھاتے ہیں تو فوراً چھوڑ دیں کیونکہ اس سے منہ میں ایک خطرناک بیماری Sub Mus-cous Fibrosis شروع ہو جاتی ہے جس سے منہ کے اندر کلے سخت ہو جاتے ہیں۔ منہ پورا نہیں کھلتا اور جو بعد میں کینسر کی شکل بھی اختیار کر سکتا ہے۔ عام بازاری اور اشتہاری منجنوں اور ٹوتھ پیسٹوں کے استعمال سے پرہیز کریں۔

بہت زیادہ ٹھنڈی' گرم اور کھٹی ترش چیزیں احتیاط اور اعتدال سے استعمال کریں تاکہ دانت حساس نہ ہو جائیں۔ منہ اور دانتوں کی کسی بھی چھوٹی بڑی تکلیف کے سلسلے میں ڈینٹل سرجن سے مشورہ کریں اور کسی بھی چیز کو معمولی نہ جانیں۔

آسٹریلیا میں اعلیٰ تعلیم کے سلسلہ میں رہنمائی

(مرسلہ : نظارت تعلیم۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

پاکستان سے چار سالہ بیچلر یا دو سالہ بیچلر کے بعد دو سالہ ماسٹرز مکمل کرنے کے بعد آسٹریلیا میں مندرجہ ذیل ڈگری پروگرام میں داخلہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

1-ماسٹرز (کورس ورک)

2-ماسٹرز (ریسرچ ورک)

3- Ph.D (ریسرچ ورک)

۱۔ ماسٹرز (کورس ورک) پروگرام کئی مضامین میں آفر کیا جاتا ہے اور اس پروگرام کا دورانیہ ایک سے دو سال پر محیط ہوتا ہے۔ اس پروگرام کا آخری حصہ Thesis پر مشتمل ہوتا ہے جو کل کورس ورک پروگرام کا زیادہ سے زیادہ 50 فیصد حصہ ہوتا ہے۔ داخلہ کی بنیادی شرط میں متعلقہ مضمون میں پاکستان سے چار سالہ بیچلر زیا ماسٹرز ہونا ضروری ہے۔ بعض کورسز میں داخلہ سے قبل پیشہ ورانہ تجربہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اس کے بارے میں مکمل تفصیل ہر یونیورسٹی کے پراسپیکٹس سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

۲۔ ماسٹرز (ریسرچ) کا اکثر حصہ تحقیق پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کا دورانیہ عام طور پر دو سال ہوتا ہے اور یہ تحقیق کسی سپروائزر کے زیر نگرانی کرنی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض کورسز کی تعلیم بھی حاصل کرنا ہوتی ہے اور امتحانات بھی کلیر کرنا اس ماسٹرز (ریسرچ) کے پروگرام میں شامل ہوتا ہے۔

داخلہ کی شرائط میں کم از کم چار سالہ بیچلر زیا ماسٹرز ہونا لازمی ہوتا ہے۔ نیز اس پروگرام میں داخلہ حاصل کرنے کے لئے ریسرچ ڈگری کمیٹی کے معیار پر پورا اترنا ہوتا ہے۔ جس کا بنیادی تعلق اس بات کے ساتھ ہوتا ہے کہ طالبعلم نے کس معیار کی تحقیق کی ہوئی ہے اور چھپی ہوئی شکل میں ادارہ کو ارسال کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ کمیٹی کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ اگر کوئی طالبعلم اس معیار پر نہ پورا اترے تو اس کو Probationary پیریڈ میں رکھا جاتا ہے اور ایک سال کے اندر مزید تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں ادارہ طالبعلم کو مطلع کر دیتا ہے۔

۳۔Ph.D (ریسرچ) میں داخلہ حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ درخواست دہندہ جس مضمون کے حصہ کو تحقیق کا موضوع بنانا چاہتا ہو اس کی تھیوری اور عملی طریقہ کار کو تفصیل سے بیان کر سکے اور اس سے متعلق پہلے بھی تحقیق کا کام کیا ہو جو چھپی ہوئی صورت میں موجود ہو۔ Ph.D کا دورانیہ عام طور پر تین سال ہوتا ہے اور بعض استثنائی حالات میں کمیٹی کی اجازت سے وقت بڑھایا بھی جاسکتا ہے۔ تعلیمی قابلیت میں متعلقہ مضمون میں ماسٹرز ہونے کے علاوہ ریسرچ ورک (چھپی ہوئی شکل میں) ہونا لازمی ہے۔ وہ تمام طلبہ جو پاکستان سے آسٹریلیا اعلیٰ تعلیم کی غرض سے جانے کے خواہشمند ہوں ان کو TOFEL (کم از کم 550 نمبروں کے ساتھ) کلیئر کرنا یا برٹش کونسل کا امتحان IELTS (کم از کم 6.0 سکور کے ساتھ) کلیئر کرنا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ دو یا تین Recom-mendation کے خطوط بھی درخواست کے ساتھ لف کرنا ضروری ہوتے ہیں جن کی زیر ہدایت یا تو درخواست دہندہ علمی تحقیق کا کام مکمل کیا ہو یا پیشہ ورانہ ذمہ داریاں ادا کی ہوں۔

آسٹریلیا میں اکثر پروگرام کا آغاز فروری کے سمسٹر سے ہوجاتا ہے جبکہ بعض پروگرام جولائی میں بھی شروع ہوتے ہیں۔ درخواست دہندہ کی درخواست سمسٹر کے آغاز سے تین ماہ قبل مکمل ہو کر یونیورسٹی میں ضرور پہنچ جانی چاہئے۔

(نظارت تعلیم)

رپورٹ شعبہ خدمت خلق

شعبہ خدمتِ خلق مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کی ماہِ رمضان اور عید کی رپورٹ برائے اشاعت ارسال خدمت ہے۔

ا۔ مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کو مرکز کی طرف سے 500 افراد کو روزے رکھوانے کا ٹارگٹ دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں رمضان کے دوران 610 افراد کو روزے رکھوائے گئے۔

۲۔ عید کے موقع پر مستحق افراد میں عید کے تحائف کی تقسیم کے لئے راشن اور دیگر اشیاء محلہ جات اور مختلف افراد سے اکٹھی کی گئیں۔ اور مجلس ہذا کے ذریعے تقسیم کی گئیں۔ اسی طرح محلہ جات نے اپنے طور پر مستحق افراد میں بھی عید کے تحائف تقسیم کئے۔ جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

(i) محلہ جات نے 337 پیکٹ اپنے اپنے محلوں میں تقسیم کئے۔

(ii) خدام الاحمدیہ مقامی کی طرف سے 800 آٹھ سو پیکٹ تقسیم کئے گئے ایک پیکٹ کی قیمت کا اندازاً -/135 روپے تھی:

اسی طرح ایک لاکھ روپے سے زائد مالیت کا سامان تقسیم کیا گیا۔

(iii) خدمتِ خلق شعبہ اطفال

ا۔ نصر بلاک اور محلّہ دار لشکر میں 60 پیکٹ عید تحائف کی صورت میں تقسیم کئے گئے۔

ب۔ جیل کے قیدیوں میں 200 عدد عید کے تحائف تقسیم کئے گئے۔

ج۔ بچوں میں عیدی تقسیم کی گئی۔ (پیکٹس کی صورت میں)۔300 پیکٹس قیمت فی پیکٹ -/55 روپے

د۔ نقد عیدی بچوں میں تقسیم کی گئی۔ -/3000 روپے۔

ہ۔ معمولی جرائم میں ملوث 5 قیدیوں کی رہائی جھنگ جیل سے ان کے جرمانہ ادا کر کے کروائی گئی۔ جس پر کل خرچ 2200 روپے ہوا۔ اسی طرح ان افراد کو عید اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ منانے کا موقع میسر آیا۔

و۔ ربوہ کے نواح میں عید کے موقع پر 400 روپے بطور صدقہ تقسیم کئے

(مہتمم مقامی)

بقیہ از صفحہ ۲۰

ایسے چھ پبلشرز تھے جنھوں نے اس کتاب کو شائع کرنے سے انکار کر دیا؟...... تعجب در تعجب ہے کہ آخر انہوں نے کس برتے پر اس مسودہ کو رد کر دیا تھا۔ شاید انہوں نے اسے پڑھنے تک کی زحمت گوارا نہیں کی تھی!!"۔

(A Gatha Christie Edited by H. R. F Keating P.45)

اس تکلیف دہ واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض کوتاہ نظر اور خود پرست پبلشرز اور "کسٹوڈین" بے سبب اور بلا جواز بھی آپ کی تحریر شائع کرنے سے انکاری ہو سکتے ہیں۔

ہاں صاحبو! تو یوں بھی ہوتا ہے!! ان سب باتوں کا ذکر کرنا اس لئے ضروری تھا تاکہ آپ کسی مرحلہ پر ہمت نہ ہار جائیں۔ اپنی تحریر کو محنت اور خلوص سے بہتر سے بہتر بنایئے۔ اللہ نے چاہا تو آخر آپ کی کاوش کامیاب ہوگی۔ آپ اپنا علمی، ادبی اور قلمی سفر جاری رکھئے اور اس یقین کو سامنے رکھئے کہ "ملک خدا تنگ نیست"۔

Monthly Ansarullah Rabwah Pakistan
Regd. No.: CPL-92 April 2000 Editor: Nasrullah Khan Nasir

قارئین مطلع رہیں کہ

ماہنامہ **خالد**

فروری اور مارچ 2000ء کا شمارہ شائع نہیں ہوا